﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۲۶ مئی ۱۹۹۵ء شمارہ ۲۱

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہریک نئی صدی جو آتی ہے تو گویا ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے ہریک نئی دنیا کے لئے نشان دکھلاتا ہے

"اسلام مردہ مذہب نہیں تا یہ کہا جائے کہ اس کی سب برکات پیچھے رہ گئی ہیں اور آگے خاتمہ ہے۔ اسلام میں بڑی خوبی یہی ہے کہ اس کی برکات ہمیشہ اس کے ساتھ ہیں اور وہ صرف گزشتہ قصوں کا سبق نہیں دیتا بلکہ موجودہ برکات پیش کرتا ہے۔ دنیا کو برکات اور آسمانی نشانوں کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے تھیں اور اب نہیں ہیں۔ ضعیف اور عاجز انسان جو اندھے کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ ہمیشہ اس بات کا محتاج ہے کہ آسمانی بادشاہت کا اس کو کچھ پتہ لگے۔ اور وہ خدا جس کے وجود پر ایمان ہے اس کی ہستی اور قدرت کے کچھ آثار بھی ظاہر ہوں پہلے زمانہ کے نشان دوسرے زمانہ کے لئے کافی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ خبر معائنہ کی مانند نہیں ہوسکتی اور امتداد زمانہ سے خبریں ایک قصہ کے رنگ میں ہو جاتی ہیں۔

ہریک نئی صدی جو آتی ہے تو گویا ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے ہریک نئی دنیا کے لئے نئے نشان دکھلاتا ہے اور ہریک صدی کے سرپر اور خاص کر ایسی صدی کے سرپر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کے رو سے ملزم کرتا ہے۔ سچائی کے رو سے اس طرح کہ وہ سچے نبی پر ایمان نہ لائے۔ پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا اور اس کی سچائی پر آسمانی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رو سے اس طرح کہ اس نبی متبوع کے تمام مغلقات دین کا حل کر کے دکھلا دیتا ہے اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے اور پردہ دری کے رو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے تمام پردے پھاڑ دیتا ہے اور دنیا کو دکھلا دیتا ہے کہ وہ کیسے بے وقوف اور معارف دین کو نہ سمجھنے والے اور غفلت اور جہالت اور تاریکی میں گرنے والے اور جناب الٰہی سے دور و مہجور ہیں۔ اس کمال کا آدمی ہمیشہ مکالمہ الٰہیہ کا خلعت پاکر آتا ہے۔ اور زکی اور مبارک اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور نہایت صفائی سے ان باتوں کو ثابت کر کے دکھلا دیتا ہے کہ خدا ہے اور وہ قادر اور بصیر اور سمیع اور علیم اور مدبر بالارادہ ہے اور در حقیقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اہل اللہ سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ پس صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ آپ ہی معرفت الٰہیہ سے مالا مال ہے بلکہ اس کے زمانہ میں دنیا کا ایمان عام طور پر دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور وہ تمام خوارق جن سے دنیا کے لوگ منکر تھے اور ان پر ہنستے تھے اور ان کو خلاف فلسفہ اور نیچر سمجھتے تھے یا اگر بہت نرمی سے کرتے تھے تو بطور ایک قصہ اور کہانی کے ان کو مانتے تھے۔ اب اس کے آنے سے اور اس کے عجائبات ظاہر ہونے سے نہ صرف قبول ہی کرتے ہیں بلکہ اپنی پہلی حالت پر روتے اور تاسف کرتے ہیں کہ وہ کیسی نادانی تھی جس کو ہم عقل مندی سمجھتے تھے۔ اور وہ کیسی بیوقوفی تھی جس کو ہم علم اور حکمت اور قانون قدرت خیال کرتے تھے۔

غرض وہ خلق اللہ پر ایک شعلہ کی طرح گرتا ہے اور سب کو کم و بیش حسب استعدادات مختلفہ اپنے رنگ میں لے آتا ہے۔ اگرچہ وہ اوائل میں آزمایا جاتا ہے اور تکالیف میں ڈالا جاتا ہے اور لوگ طرح طرح کے دکھ اس کو دیتے اور طرح طرح کی باتیں اس کے حق میں کہتے ہیں اور انواع و اقسام کے طریقوں سے اس کو ستاتے اور اس کی ذلت ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ وہ برہان حق اپنے ساتھ رکھتا ہے اس لئے آخر ان سب پر غالب آتا ہے اور اس کی سچائی کی کرنیں بڑے زور سے دنیا میں پھیلتی ہیں اور جب خدائے تعالیٰ دیکھتا ہے کہ زمین اس کی صداقت پر گواہی نہیں دیتی تب آسمان والوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ گواہی دیں۔ سو اس کے لئے ایک روشن گواہی خوارق کے رنگ میں دعاؤں کے قبول ہونے کے رنگ میں اور حقائق و معارف کے رنگ میں آسمان سے اترتی ہے اور وہ گواہی بہروں اور گونگوں اور اندھوں تک پہنچتی ہے اور بہتیرے ہیں جو اس وقت حق اور سچائی کی طرف کھینچے جاتے ہیں مگر مبارک وہ جو پہلے سے قبول کر لیتے ہیں کیونکہ ان کو بوجہ نیک ظن اور قوت ایمان کے صدیقوں کی شان کا ایک حصہ ملتا ہے اور یہ اس کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن [مطبوعہ لندن] جلد ۵ صـ ۲۴۵ تا ۲۵۱)

مختصرات

"ملاقات" پروگرام کی مقبولیت کی اصل وجہ تو یہ ہے کہ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شرکت فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس وجہ سے اس خصوصی پروگرام کا نام ملاقات رکھا گیا ہے۔ ایک اور وجہ اس مقبولیت کی تنوع ہے کیونکہ اس پروگرام میں ترجمۃ القرآن، ہومیو پیتھک کلاس، اطفال و ناصرات کی کلاس، انگریزی اور اردو میں الگ الگ مجالس عرفان شامل ہوتی ہیں۔

ان پروگراموں کے عالمگیر ناظرین کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر آپ انگریزی یا اردو میں کسی قسم کا کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو بذریعہ خط یا فیکس مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نام بھجوایا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب سوالات باری باری حضور انور کی خدمت اقدس میں بغرض جواب پیش کر دئے جائیں گے اور آپ کو گھر بیٹھے براہ راست حضور انور کی زبانی ان سوالات کے جوابات سننے کا موقع مل جائے گا۔

ہفتہ، ۶ر مئی ۱۹۹۵ء :

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب معمول بچوں کی کلاس لی۔ جس میں پہلے بچوں اور بچیوں کے درمیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار سے بیت بازی کروائی۔ اس کے بعد آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات زندگی بچوں کو بتائے۔

اتوار، ۷ر مئی ۱۹۹۵ء :

آج حضور انور نے انگریز مہمانوں کے ساتھ ملاقات فرمائی اور ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دئے۔

☆ کیا انسانی زندگی کا ارتقاء بندر سے ہوا ہے؟

☆ اتحاد کے قیام میں مذہب کا کیا کردار ہے؟

☆ ایک عیسائی زیر تبلیغ کا کہنا ہے کہ اسے عیسائیت میں وہ سب کچھ حاصل ہے جو وہ چاہتا ہے۔ پھر کس وجہ سے وہ اسلام قبول کرے جس میں مختلف پابندیاں بھی ہیں۔ ایسے شخص کو کیا جواب دینا چاہئے؟

☆ قرآن مجید کی ان آیات کا مختصر ذکر جن میں نبوت کے انعام کے جاری ہونے کا مضمون بیان ہوا ہے۔

☆ آیت میثاق النبیین کی مختصر تفسیر۔

☆ کیا نبوت ایک ترقی پذیر چیز ہے اور کیا ایک سچے نبی کے لئے سابقہ نبوت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔

☆ آج سے پچاس سال قبل یورپ میں جنگ عظیم کے خاتمہ کی تقاریب V.E.Day کے طور پر منائی جارہی ہیں جبکہ ۵۰ سال کے بعد اس وقت بھی یورپ میں بوزنیا کی جنگ جاری ہے۔ اس صورت میں کیا اقوام متحدہ کو اپنی ناکامی کا اعتراف نہیں کر لینا چاہئے؟

سوموار و منگل، ۸ اور ۹ مئی ۱۹۹۵ء :

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۸۱ اور ۸۲ علی الترتیب لیں۔

بدھ، ۱۰ مئی ۱۹۹۵ء :

آج عیدالاضحیہ کی وجہ سے ترجمۃ القرآن کلاس نہیں ہوسکی۔ اس کی بجائے پروگرام "ملاقات" میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا آج کا خطبہ عیدالاضحیہ سنایا گیا۔ جو اس عید کی مناسبت سے قربانیوں کے بارہ میں تھا۔

جمعرات، ۱۱ مئی ۱۹۹۵ء :

حسب معمول ترجمۃ القرآن کلاس ہوئی جو اس سلسلہ کی ۵۵ ویں کلاس تھی۔ اس کلاس میں حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴۴ سے ۶۰ تک کا ترجمہ اور ضروری تفسیر بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک، ۱۲ مئی ۱۹۹۵ء :

آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ عمومی سوال و جواب کی مجلس ہوئی جو اردو میں تھی۔ سوالات حسب ذیل تھے۔

☆ غیر احمدیوں سے معاشرتی تعلقات کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ بالخصوص اگر والدین احمدیت کے مخالف ہوں اور جماعتی کاموں میں شرکت سے منع کرتے ہوں؟

☆ انجیل اور قرآن مجید میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لئے آئے تھے۔ تو وہاں جو دوسرے لوگ تھے، کیا ان کے لئے پیغام نہ لائے تھے۔ انہیں اس پیغام سے کیوں محروم رکھا گیا؟

☆ وفات کے بعد قیامت تک انسان عالم برزخ میں رہے گا۔ ایک آدمی جو آج مرتا ہے، اور دوسرا جو قیامت کے بالکل قریب مرتا ہے ان میں سے پہلے کو تو زیادہ سزا ملے گی اور دوسرے کو تھوڑی۔ اس طرح سے یہ اللہ تعالیٰ کے عادل ہونے کے خلاف ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر

چھبیس مئی سن آٹھ

آج سے ستاسی سال قبل ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بعثت کی اغراض کو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اسی کی نصرت و تائید کے ساتھ ادا کرنے کے بعد وفات پا کر اپنے آسمانی آقا کے حضور حاضر ہوگئے۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعود۔ آپ نے اپنی بعثت کا ایک مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا"۔

اسی کی طرف قرآن مجید میں "لیظہرہ علی الدین کلہ" کے الفاظ میں پیش گوئی فرمائی گئی تھی۔ غلبہ سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر دشمنوں نے بہت ہنسی ٹھٹھا کیا لیکن جیسا کہ اس کا وعدہ تھا مخالفوں کی جھوٹی خوشیاں پامال ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی دوسری قدرت کو خلافت کی صورت میں ظاہر فرمایا اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو سیدنا حضرت الحاج حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلافت کے منصب پر فائز فرما کر آپ کے مقاصد کی تکمیل کے سلسلہ کو آگے بڑھایا اور اس خدا نے جو وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ ہمیں دکھلایا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا وہ چشمہ رواں جو آپ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جاری ہوا تھا وہ آپ کی وفات کے ساتھ بند نہیں ہوا بلکہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی صورت میں اس کا فیض بڑھتا اور پھیلتا چلا گیا۔

اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو یہ بشارت دی تھی کہ:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے"۔

اگرچہ مخالفتوں کی شدید آندھیاں چلیں اور بڑے بڑے طوفان آئے مگر وہ تخم جو خدا کے ہاتھ سے بویا گیا تھا وہ خدا کے فضل سے ضائع نہیں ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت بن چکا ہے اور دنیا کی سینکڑوں قومیں اس مبارک شجر سایہ دار کے نیچے آرام کر رہی ہیں۔ اور کیا یورپ اور کیا ایشیا اور کیا افریقہ اور کیا امریکہ اور آسٹریلیا اور جزائر کے رہنے والے ہر قوم کے سعید اور نیک فطرت لوگ توحید کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا قافلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خلفاء کی بابرکت قیادت اور رہنمائی میں شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یارو مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار
رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے
آئے بھی اور آ کے چلے بھی گئے وہ آہ
ایام سعد ان کے بسرعت گزر گئے
آمد تھی ان کی یا کہ خدا کا نزول تھا
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصے میں کر گئے
پر کر گئے فلاح سے جھولی مراد کی
دامان آرزو کو سعادت سے بھر گئے

(انتخاب از کلام محمود)

تصور

تصور میں ہے قادیاں اللہ اللہ
زمیں پر جھکا آسماں اللہ اللہ

وہ مہدی آخر زماں کا زمانہ!
وہ موسم، وہ رت، وہ سماں اللہ اللہ

وہ ساقی وہ میخانہ ہوش و مستی
وہ اک محشر مے کشا اللہ اللہ

وہ چھوٹی سی مسجد میں انصار مہدی
اور اس میں صدائے اذاں اللہ اللہ

مسیح زماں حلقہ عاشقاں میں
وہ اک رشتہ جسم و جاں اللہ اللہ

وہ دربار شام، عالم علم و عرفاں
وہ اعجاز حسن بیاں اللہ اللہ

وہ گھڑیاں نزول ملائک کی گھڑیاں
عملداری کن فکاں اللہ اللہ

شب و روز عرفان و ایماں کے ساماں
شب و روز تازہ نشاں اللہ اللہ

خدا کی بشارات کی آمد آمد
وہ اولاد نصرت جہاں اللہ اللہ

وہ الدار کی رونقوں کے فدائی
گدایان آں آستاں اللہ اللہ

غلام اپنے آقا کے گھر میں فروکش
وہ میہمان، وہ میزباں اللہ اللہ

وہ آزاد ہر بندش بیش و کم سے
نہ پروائے سود و زیاں اللہ اللہ

در یار پر آ کے دھونی رمائی
بھلا کر ہر اک آستاں اللہ اللہ

ہر اک آزمائش میں کیا مطمئن تھے
فرشتوں کے وہ راز داں اللہ اللہ

زمیں سے فلک تک رسائی تھی انکی
دعا انکی تھی نردباں اللہ اللہ

ان اللہ کے بندوں نے ایجاد کر لی
نئی ایک طرز فغاں اللہ اللہ

پسند آ گیا قدسیوں کو فلک پر
جو تھا ان کا ورد نہاں اللہ اللہ

ارادت میں فرد اور اطاعت میں یکتا
یقیں دل میں، ورد زباں اللہ اللہ

بڑی دور کی منزلوں پر نگاہیں
ذرا سا وہ اک کارواں اللہ اللہ

بظاہر تہی دستی و ناتوانی
مگر عزم، کوہ گراں اللہ اللہ

جہاں بھر کی تسخیر پیش نظر ہے
مخالف ہے سارا جہاں اللہ اللہ

نئی سے نئی آزمائش کی بھٹی
نیا سے نیا امتحاں اللہ اللہ

یہ بات انکی ہمت کو کسنے سکھا دی
"جوانوں کے تم ہو جواں اللہ اللہ"

یہ خاکی ہوئے آسماں گیر کیسے
یہ پہنچے کہاں سے کہاں اللہ اللہ

چلی سوئے بطحا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی
زلستان ہندوستاں اللہ اللہ

(عبدالمنان ناہید)

خلیفہ وقت کی دعاؤں کی تاثیرات

(محمد صدیق شاہد گورداسپوری۔ نائب وکیل التبشیر ربوہ)

دنیا میں اس وقت جماعت احمدیہ ہی وہ خوش قسمت جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور اس میں خلافت علیٰ منھاج نبوت قائم فرماکر اس کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے ایک دائمی روحانی نظام جاری فرما دیا ہے۔ اس نعمت الٰہی کی بےشمار برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت جو جماعت احمدیہ کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ خلافت کی صورت میں تمام جماعت کو ایک ایسا وجود عطا ہوا ہے جو ہر دم ان کے لئے خداتعالیٰ کے حضور سربسجود رہتا ہے اور ہر احمدی کے دکھ اور درد کو محسوس کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے اس کے لئے دعائیں مانگتا ہے۔ ہر احمدی اپنے مشکل وقت میں اپنے پیارے امام کی خدمت میں دعا کی درخواست کرکے اپنے دل کو اس یقین اور ایمان سے لبریز پاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخش کر اسے اس مشکل سے ضرور نجات بخشے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ اس نعمت اور برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے؟ کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پہ حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں یا قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے؟ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے صداقت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا اور تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان (غیر مبائعین) کے لئے نہیں۔ تمہارا اسے فکر ہے اور درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے آزاد پر بڑی ذمہ داری عائد ہوگئی ہے" (برکات خلافت ص۵)

خلیفہ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی یاد رکھو کہ میری اور تمہاری دعاؤں میں فرق ہے جیسے ایک ضلع کے افسر کی رپورٹ کا اور اثر ہوتا ہے لیفٹیننٹ گورنر کا اور، وائسرائے کا اور۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔ تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کرکے چستی پیدا کرے۔ میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔ (منصب خلافت ص۶۴،۶۵)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ ایک دلچسپ واقعہ بھی سنایا کرتے تھے کہ:۔

"میں ایک دفعہ چودھری ظفراللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں گویا جیسے حضرت ابوہریرہؓ نے کہا تھا کہ روٹی معاویہ کے ہاں سے اچھی ملتی ہے اور نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس نے کہا کہ عقائد تو ہمارے ٹھیک ہیں مگر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ (خلافت راشدہ ص۱۹۲)

حقیقت یہی ہے کہ خلیفہ وقت ہر احمدی کے درد کو اپنا درد سمجھ کر دعا کرتا ہے اور جب تک اس احمدی کا درد دور نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ بےچین رہتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک رات ایک دوست آپ کے پاس آئے اور بڑے درد سے بیان کیا کہ ان کی اہلیہ بچہ کی پیدائش کے باعث سخت تکلیف میں ہیں حضور اس کے لئے دعا کریں۔ وہ یہ درخواست کرکے چلے گئے اور حضور اس کے لئے دعا میں مشغول ہوگئے۔ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور کچھ دیر بعد ہی اس شخص کی بیوی کے ہاں نارمل حالات میں بچہ کی پیدائش ہو گئی اور وہ بڑے سکون سے گھر میں سوئے رہے۔ صبح کے وقت وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشخبری سنائی کہ حضور کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ نے ایک بچہ سے نوازا ہے اس پر حضور نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مجھے بھی اسی وقت آکر اطلاع کردی جاتی تاکہ میں بھی سکون کی نیند سوسکتا میں تو ساری رات آپ کی اہلیہ کے لئے دعا کرتا رہا۔

یہ ہے وہ درد اور کرب جو خلیفہ وقت کسی احمدی کی تکلیف کو سن کر اپنے دل میں محسوس کرتا ہے اور کچھ ایسے سوز اور درد کے ساتھ اس کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعاگو ہوتا ہے کہ پھر ایسی دعا خدا تعالیٰ کے حضور شرف قبولیت حاصل کرتی ہے اور متعلقہ شخص کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

مکرم میجر ریٹائرڈ اسلم حیات خان صاحب آف راولپنڈی کی ایک بچی سویڈن میں بچی کی پیدائش کے وقت سخت بیمار ہوگئی اور ۴۲ گھنٹے ہسپتال میں بےہوش رہنے کی وجہ سے ڈاکٹرز نے اسے لاعلاج قرار دے دیا جب ان کی دوسری بچی نے جرمنی سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس تشویش ناک حالت کی فون پر اطلاع کی تو حضور نے فرمایا "آپ گھبرائیں نہیں کچھ بھی نہیں ہوگا اور تمہاری عزیزہ تندرست ہوکر گھر جائے گی" ایسے یقین اور ایمان سے پر الفاظ صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کامل یقین حاصل ہوچکا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے عبد بن کر ایسے مقام پر پہنچ چکے ہوتے ہیں کہ ان کی خواہش اور الفاظ بھی مجسم دعا بن جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بچی حضور کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ کے فضل سے صحتیاب ہوکر گھر واپس آئی۔ ڈاکٹرز نے بھی اس کی شفایابی کو ایک معجزہ قرار دیا۔ حضور انور نے خود بھی جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۰ء کے موقع پر ۲۸ جولائی کی تقریر میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا (روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

"میں ہر نماز میں قریباً آپ سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ سارے بیماروں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ سارے طالب علموں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ سارے پریشان حالوں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ جو تنگی میں ہیں ان کی فراخی کے لئے دعائیں کرتا ہوں اور یہ میرا کام ہے۔ میں آپ پر احسان نہیں جتانا چاہتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے دل میں آپ کا پیار سمندر کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ خدا نے بنی نوع انسان کا پیار میرے دل میں پیدا کیا ہے۔ (الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر ص۸)

کوپن ہیگن میں ایک پادری اور بعض اور دوستوں سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ:۔

"مجھ میں اور جماعت میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہے ایک جہت ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مقصد ہے جس کے لئے ہم دعائیں کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی بساط کے مطابق قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور اخلاص اور وفا کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ پس خلیفہ وقت اور جماعت کو علیحدہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ساری جماعت اپنی جگہ دعائیں کر رہی ہے لیکن یہ جو ایک وجود ہے اس میں خلافت کا ایک بڑا ہی اہم مقام ہے اور یہ نہ خریدا جاسکتا ہے اور نہ چھینا جاسکتا ہے یہ اس کی دین ہے۔ (الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر ص۲)

جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ایسے تعلق کا اظہار پھر اس کی فلاح و بہبود کے لئے دعائیں سوائے خلیفہ وقت کے کوئی اور نہیں کرسکتا۔ نہ کوئی انجمن ایسے تعلق کا اظہار کرسکتی ہے نہ ہی کوئی سیکرٹری ایسا کرسکتا ہے۔

اس حقیقت کی وضاحت حضرت مصلح موعودؓ نے یوں بیان فرمائی ہے:۔

"پھر خلیفہ کا کام ہے "یزکیھم" قوم کا تزکیہ کرے۔ کیا کوئی سیکرٹری اس غرض کو ادا کرسکتا ہے کسی انجمن کی طرف سے یہ ہدایت جاری ہوئی یا تم نے سنا ہو کہ سیکرٹری نے کہا ہو کہ میں قوم کے تزکیہ کے لئے رو رو کر دعائیں کرتا ہوں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ کام سیکرٹری کا ہے ہی نہیں، نہ کوئی سیکرٹری کہہ سکتا ہے کہ میں دعائیں کرتا ہوں۔ جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ انجمن اس کام کو کرسکتی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ کوئی سیکرٹری یہ کام نہیں کرسکتا اور کوئی انجمن نبی کا کام نہیں کرسکتی۔ اگر انجمنیں کام کرسکتیں تو خدا کوئی دنیا میں مامور اور مرسل نہ بھیجتا بلکہ اسکی جگہ انجمنیں بناتا مگر کسی ایک انجمن کا پتہ دیں جس نے کہا ہو کہ خدا نے ہمیں مامور کیا ہے۔" (منصب خلافت ص۲۱)

مخالفت کے طوفانوں میں اور ایام ابتلاء میں جماعت کے افراد کے لئے خلیفہ وقت کی دعائیں ہی ہیں جو ان کے لئے ڈھارس کا موجب بنتی ہیں وہ اس سوز و گداز کے ساتھ اس کے دل سے نکلتی ہیں اور آسمانی مدد کے لئے بلند ہوتی ہیں کہ آسمان سے فضلوں اور رحمتوں کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں اور ہر باب سے یہ آواز آتی ہے۔ اللہ کی رحمت قریب ہے۔ اے سننے والو سن لو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے پھر وہ پہنچ جاتی ہے۔

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں احرار اور ان کی ہمنوا جماعتوں نے ملک میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک طوفان بد تمیزی برپا کروایا۔ احمدیوں کی جان و مال خطرہ میں تھے، ان کی جائیدادیں لوٹی گئیں، بائیکاٹ کئے گئے، ایسے وقت میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا۔

"آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے وہ میرے پاس ہے، وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۶ ص ۲۰۷-۲۰۸)

پھر ۱۹۷۴ء کا زمانہ آیا جس میں جماعت کو مصائب اور ابتلاء کے طوفانوں میں سے گزرنا پڑا بہت سے احمدیوں کو اپنے مال اور جائیدادوں سے ہاتھ دھونا پڑا بعض جام شہادت نوش کر گئے ایسے حالات میں خلیفہ وقت کے دل سے نکلی ہوئی دعائیں ہی تھیں جو جماعت کے لئے سکون و قرار کا موجب بنیں اور خلیفہ وقت جماعت کا درد اپنے دل میں محسوس کر کے خدا کے حضور تڑپتا تھا اور دعائیں کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ایسی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"دنیوی لحاظ سے وہ تلخیاں جو دوستوں نے انفرادی طور پر محسوس کیں وہ ساری تلخیاں میرے سینے میں جمع ہوتی تھیں ان دنوں مجھ پر ایسی راتیں بھی آئیں کہ میں خدا کے فضل سے اور رحم سے ساری ساری رات ایک منٹ سوئے بغیر دوستوں کے لئے دعا کرتا رہا ہوں" (جلسہ سالانہ کی تقریریں۔ دعائیں ص ۹۲)

پھر ۱۹۸۴ء کا نہایت ہی پرآشوب وقت جماعت پر آیا جس میں اس وقت کے ڈکٹیٹر نے جماعت احمدیہ کو ملیامیٹ کرنے کے لئے ایک رسوائے زمانہ آرڈیننس جماعت کے خلاف جاری کیا جس کے ذریعہ جماعت کو اور خلافت احمدیہ کو ختم کرنے کے لئے ایک نہایت ہی بھیانک سازش کی گئی اور جس کے نتیجہ میں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ حضور انور کو جماعت پاکستان سے جدائی کا جو قلق اور غم ہوا اس کی کیفیت حضور نے لندن کے تاریخی جلسہ میں یوں بیان فرمائی۔

"....... اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ میں زیادہ دیر پیچھے رہنے والوں میں نہ رہوں اور پھر آپ سے آملوں ان کی ساری محبتیں اپنی جگہ اور خدا کی قسم میرا آپکے بغیر دل نہیں لگ رہا۔ میں ہر ممکن ضبط کرتا ہوں۔ ہر ممکن کوشش کرتا ہوں لیکن ربوہ اور پاکستان کے فدائیوں کے ساتھ ایک لمبا عرصہ خدمت کا موقع ملا ہے ان کے چہرے آنکھ کے سامنے پھرتے ہیں، ان کی محبت اور اخلاص، ان کی قربانیاں یاد آتی ہیں۔ میں یہ سوچتا ہوں وہ کہتے ہونگے ہمیں کس حالت میں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ نہیں کہتے ہوں گے مجھے پتہ ہے مگر یہ خیال ضرور آجاتا ہے۔ اس خیال سے تکلیف بھی بہت ہوتی ہے اس لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جو بھی فضل اور خیر کی تقدیر ظاہر فرمانا چاہتا ہے اب جلد ظاہر کردے، دن بہت لمبے ہوگئے ہیں۔"

خدائی مشیت کے تحت حضور کا قیام لندن میں لمبا ہوتا چلا گیا مگر اس عرصہ میں جہاں ایک طرف حضور کی شب و روز کی دعاؤں نے خداتعالیٰ کے فضل و کرم کو جذب کرتے ہوئے جماعت کے افراد کے لئے صبر و رضا اور سکون و اطمینان کا سامان پیدا فرمایا وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی اور آج اکناف عالم کے ۱۴۴ ممالک میں احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے اور آسمان کی فضاؤں میں ہر روز جاء المسیح جاء المسیح کا مژدہ جانفزا سنا جا رہا ہے۔

اس مخالفت اور حکومت پاکستان کی گھناؤنی سازش کے نتیجہ میں جماعت کو جو ترقیات نصیب ہوئی تھیں ان کا تذکرہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپین اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقع پر مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۸۴ء کو ان الفاظ میں فرمایا۔

"جس طرح احرار موومنٹ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت پر بے انتہا فضلوں کی بارشیں برسادی تھیں میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ اس احرار موومنٹ کے نتیجہ میں بھی اتنی عظیم الشان رحمتیں اللہ تعالیٰ کی جماعت پر نازل ہوں گی جن کا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے۔ وہ جماعت آج کچھ اور ہے جس کو احرار نے مٹانے کی کوشش کی تھی۔ اس سے آج سینکڑوں گنا زیادہ طاقتور ہے جتنی اس وقت ۳۴-۱۹۳۳ میں تھی۔ آج جس جماعت کو مٹانے کی یہ کوشش کر رہے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل یہی جماعت سینکڑوں گنا بڑھ کر ابھرے گی اور چھوٹے چھوٹے ممالک وہم بھی نہیں کرسکیں گے کہ ہم اکیلے اس جماعت کے اوپر حملہ کرنے کا بھی خیال کرسکتے ہیں۔ اگلی نسلیں جو مخالفتیں دیکھیں گی وہ بڑی بڑی حکومتوں کے اجتماع کی مخالفتیں ہونگی...... یہ چھوٹی چھوٹی چند حکومتیں مل کر جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے جو دنیا سے مانگ کر پلتی ہیں اور ہر چیز میں محتاجی رکھتی ہیں اور خدا نے جو تھوڑا بہت دیا ہے اس پر تکبر کا یہ عالم ہوگیا ہے کہ خدا کی جماعتوں سے ٹکر لینے کا سوچ رہی ہیں پس یہ دور مٹنے والا دور ہے۔"

حضور نے جس درد اور کرب و سوز کے ساتھ اسیران راہ مولیٰ کی رہائی اور باعزت بریت کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور التجائیں کیں ان کا کچھ اندازہ حضور کے ان اشعار سے ہوتا ہے جو جلسہ سالانہ لندن کے موقع پر ۲۸ جولائی ۱۹۹۱ء کو پڑھے گئے۔

گم گشتہ اسیران راہ مولیٰ کی خاطر
مدت سے فقیر ایک دعا مانگ رہا ہے
جس راہ پہ وہ کھوئے گئے اس راہ پہ گدا پہ ایک
کشکول لئے چلتا ہے لب پہ یہ صدا ہے
خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے
میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں، تو میرا خدا، میرا خدا ہے

اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں شرف قبولیت بخشا کہ وہ اسیران جن کی رہائی کے لئے نہ صرف خلیفہ وقت بلکہ ساری جماعت کے دل بریاں اور چشم گریاں تھے اور نو برس سے جن کی رہائی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے وہ اچانک معجزانہ طور پر رہائی پاکر اپنے گھروں میں پہنچ گئے اور چشم فلک نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ جہاں ایک طرف ان اسیران راہ مولیٰ کو موت کے منہ سے رہائی بخشی وہاں وہ شخص ان کے سامنے خدائی قہر کا نشانہ بنا جو ان کی موت کی تمنا کر رہا تھا، جس نے اپنے دور اقتدار میں ان کو تختہ دار پر لٹکانے کے لئے ہر ممکن تدبیر کی اس کا جسم فضاء میں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور خلیفہ وقت کے یہ الفاظ بھی پورے ہوئے۔

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا،
ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا،
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

نیز فرمایا۔

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا،
کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا،
موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

یہ ہیں چند نمونے خلفائے احمدیت کی دعاؤں کی تاثیرات کے جن سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد مستفید ہو رہا ہے۔

لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کو جذب کرنے اور ان کو اپنے حق میں پورا ہوتے دیکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خلافت کے منصب کو پہچانا جائے۔ اس سے کامل وابستگی اختیار کی جائے۔ اس سے ذاتی تعلق پیدا کیا جائے۔ ایسا تعلق جو کامل اطاعت اور فرمانبرداری والا تعلق ہو۔ یہ دوہرا رشتہ ہے دعا کا خلافت سے، ایک طرف خلیفہ وقت کی دعائیں جماعت کے لئے ہیں دوسری طرف جماعت کی دعائیں خلیفہ وقت سے پختہ تعلق کی بنا پر پایہ قبولیت کو پہنچتی ہیں۔

اس حقیقت کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی دیکھا تھا اور آئندہ بھی یہی ہوگا کہ اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے اس سے سچا پیار نہیں ہے اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی یعنی خلیفہ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اس کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے یہ نظارے دیکھے، ایک دفعہ نہیں بسا اوقات یہ نظارے دیکھے، کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا اور پھر قبول ہوگئی۔ ابھی جاری تھی دعا تو اللہ تعالیٰ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ دعا قبول ہورہی تھی۔ بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تھی تو وہ دعا قبول ہوجاتی ہے۔ اس لئے یہ ایسا ایک بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سچے دل اور پیار سے بھیجتا ہے اور وفا کا تعلق رکھتا ہے اپنے محبوب آقا سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری دعائیں ہمیشہ کے لئے امتیوں کے لئے سنی جائیں گی اور اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ ان کہی دعائیں بھی سنی جائیں گی، اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔

پس اللہ تعالیٰ جماعت کو حقیقت دعا کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ، ۲۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

پس ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب ہمیں ایک ہاتھ پر جمع کیا ہے، قدرت ثانیہ عطا کی ہے تو اس نعمت کی قدر کریں۔ وہ ہاتھ جس سے ہم نے اس حبل اللہ کو تھاما ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دیں۔ خدائی نعمت کا عملی شکر ادا کریں اور اس کی اس نعمت کی ناشکری کرنے والے نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ کی یہ نعمت اتنی عظیم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا"

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ نعمت قیامت تک ہمیں حاصل رہے اور ہماری نسلیں قیامت تک اس سے وابستہ رہیں اور اس کی روحانی برکات سے متمتع ہوتی رہیں۔

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

خطبہ جمعہ

خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جن کو خدا کی راہ میں قربانیاں دیتے ہوئے، خدا کی راہ میں، خدا کی رضا کی خاطر بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتے ہوئے موت آئے اور ان اموات میں سب سے بلند تر وہ مرتبہ ہے جو شہید کا مرتبہ کہلاتا ہے

[چوہدری ریاض احمد صاحب کی شہادت کا واقعہ بہت اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کی تاریخ میں یہ شہادت ایک خاص مقام رکھتی ہے]

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۹۵ء مطابق ۱۴ شہادت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد بشارت (سپین)۔

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۷۰﴾
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۱﴾
يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ (آل عمران: ۱۷۰-۱۷۲)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے اور یہ سورۃ آل عمران کی آیات ۱۷۰، ۱۷۱ اور ۱۷۲ ہیں جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ ہرگز ان لوگوں کو جو خدا کی راہ میں قتل ہوئے مردے نہ کہو "بل احیاء" بلکہ وہ زندہ ہیں "عند ربھم یرزقون" اپنے رب کے حضور رزق دئے جارہے ہیں۔ "فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ" وہ اس سے بہت خوش ہیں جو اللہ نے ان پر فضل فرمایا ہے یا جو انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے "ویستبشرون بالذین لم یلحقوا" اور آسمان سے ان لوگوں کے متعلق بھی خوشخبریاں حاصل کر رہے ہیں، خوشخبریاں پا رہے ہیں جو ان سے نہیں ملے یعنی پیچھے رہ گئے "من خلفھم" ان کے بعد پیچھے رہ گئے ہیں۔ "لاخوف علیھم ولاھم یحزنون" کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہے اور وہ غم نہیں کریں گے۔ "یستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضل" وہ اللہ سے نعمت کی خوشخبریاں پاتے ہیں اور اس کے فضل کی اور اس بات کی "ان اللہ لا یضیع اجرالمومنین" کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

دنیا میں زندگی اور موت کا ایک تو جاری سلسلہ ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسان پیدا ہوتے ہیں اور ایک دن میں مرتے بھی ہیں اور ان کا کوئی شمار نہیں، کسی گنتی میں نہیں آتے۔ لیکن جو خدا کی راہ میں قربانی کرنے والے، خدا کی راہ میں غیر معمولی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا کے نمونے دکھانے والے لوگ ہیں ان کا ذکر اس دنیا میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے بلکہ ملاء اعلیٰ میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے اور پھر آنے والی نسلوں میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ان پر سلام بھیجے جاتے ہیں۔ پس زندگی اور موت تو ایک عام جاری و ساری سلسلہ ہے۔ خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جن کو خدا کی راہ میں قربانیاں دیتے ہوئے، خدا کی راہ میں، خدا کی رضا کی خاطر، بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتے ہوئے موت آئے۔ اور ان اموات میں سب سے بلند تر وہ مرتبہ ہے جو شہید کا مرتبہ کہلاتا ہے۔ یعنی روزمرہ کی زندگی میں عام لوگ جو خدمت دین میں وفات پاتے ہیں انبیاء کو چھوڑ کر اور صدیقوں کو چھوڑ کر جو ایک بہت ہی بلند تر مراتب کی باتیں ہیں ان سے نیچے سب سے بلند مرتبہ شہداء کا ہے اور اسی ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے بعد پھر صالحین کی باری آتی ہے۔

تو شہداء کی وفات کا تذکرہ موت کے ساتھ کرنا جائز نہیں کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کو مردے ہرگز نہ کہو۔ اس لئے یہ مضمون بیان کرنا بہت سی مشکلات کا حامل ہے، بہت سی مشکلات راہ میں رکھتا ہے۔ ایک طرف جانے والوں کی جدائی کا صدمہ اور پیچھے رہنے والوں کا احساس دل کو غمگین کرتا ہے دوسری طرف اتنی عظیم سعادت ان کا پاجانا کہ ان کے سوا کسی اور دنیا چھوڑنے والے کے متعلق اللہ نے یہ نہیں فرمایا "بل احیاء عند ربھم یرزقون" کہ وہ زندہ ہیں اور خدا کے حضور رزق دئے جارہے ہیں۔ باقی فوت شدگان کے متعلق ہم تفصیل سے کچھ نہیں جانتے۔ تفصیل سے تو ان کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتے مگر یہ خصوصی ذکر کہ وہ زندہ ہیں تمہیں علم نہیں کہ کیسے زندہ ہیں اور یہ کہ خدا کے حضور وہ رزق جن کی ان کو ضرورت ہے یعنی روحانی زندگی میں وہ ان کو عطا ہو رہا ہے یہ ان کے سوا کسی اور کے متعلق قرآن کریم میں بیان نہیں ہوا۔ پس اس پہلو سے ان کی خوش نصیبی اور ان کی سعادت غیر معمولی مقام رکھتی ہے اور بعد کی تاریخ بھی ہمیشہ ان کے ذکر کو زندہ رکھتی ہے اور زندہ رکھے گی۔ پس اس پہلو سے مشکل یہ درپیش ہوتی ہے کہ ایک طرف ان کی جدائی کا صدمہ پیچھے رہنے والوں کو اور ان کے پسماندگان کا احساس دوسری طرف سعادت اتنی عظیم اور غیر معمولی ہے کہ اس کا خوشی سے ذکر نہ کرنا بھی ایک قسم کی ناشکری ہے۔

پس اس لحاظ سے جب چوہدری ریاض احمد صاحب کی پشاور سے شہادت کی اطلاع ملی جو شب قدر میں ہوئی تو اس وقت پہلے جو دل میں صدمے کا احساس پیدا ہوا اس پر پھر طبیعت استغفار کی طرف مائل ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے میں نے بڑی التجا سے معافی مانگی اس خبر پر مجھے صدمہ کیوں پہنچا ہے جب کہ تیرا حکم یہ ہے کہ خوش نصیب لوگ ہیں بڑے مراتب پانے والے ہیں لیکن انسانی نفس کی کمزوری اس کے ساتھ لگی رہتی ہے اور ایسے مشکل مواقع پر صدمے اور غم کے اندر تفریق کرنا بہت مشکل کام ہے۔

بہرحال چوہدری ریاض احمد صاحب جن کی شہادت کا ذکر مختلف انٹرنیشنل نیوز ایجنسیز کے ذریعے دنیا میں پہلے ہی پہنچ چکا ہے ان کا واقعہ بہت اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کی تاریخ میں یہ شہادت ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے یہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ شبقدر میں جو واقعہ گزرا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ مردان کے ایک مخلص دوست چوہدری ریاض احمد صاحب، ڈاکٹر رشید احمد صاحب کے داماد تھے۔ ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب کو ہمیشہ سے تبلیغ کا بہت ہی جنون اور شوق رہا ہے یہاں تک کہ خدا کی راہ میں پہلے بھی ان کو مشکلات کا سامنا رہا لیکن انہوں نے کبھی کوئی پرواہ نہیں کی۔

۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب کے اوپر بندوقیں تان کر ان کے سینے سے لگا کر ان سے کہا گیا کہ تم ابھی بھی توبہ کر لو اور مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا میں مسلمان ہوں، "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میرا کلمہ ہے اس پر میرا ایمان ہے اور کیسے مسلمان بنوں۔ انہوں نے کہا نہیں اس طرح نہیں مرزا صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دو تب تم مسلمان کہلاؤ گے۔ انہوں نے کہا نعوذ باللہ من ذالک یہ اسلام تو میں نے کہیں نہیں پڑھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اسلام سکھایا ہے اس میں کسی کو گالیاں دینا تو کہیں اسلام میں داخل نہیں سمجھا گیا۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں درود تو پڑھوں گا اور سلام بھی بھیجوں گا لیکن ان کا ذکر بدی سے کرنا ان کو گالیاں دینا میرے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ جو کرنا ہے کرو اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ تمہیں یاد نہیں شاید کہ احد کے میدان میں ایک واقعہ ہوا تھا ایک صحابی تھے جو کھجور کھا رہے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو اس کھجور کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ اے کھجور میرے اور جنت کے درمیان تو ایک کھجور ہی حائل ہے؟ اس کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا اور سیدھا دشمنوں کے اوپر تنہا حملہ آور ہوئے اور ان کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے لیکن وہ شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل کر گئے اور ایسا مرتبہ جس کا ذکر ہمیشہ تاریخ اسلام میں خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو ان کے اور جنت کے درمیان ایک کھجور ہی تو تھی مگر میرے اور جنت کے درمیان تو ہوا بھی نہیں ہے۔ یہ تمہاری گولیاں، تمہاری بندوقیں، میری چھاتی سے لگی ہوئی ہیں اس لئے جو کرنا ہے کر گزرو مگر یہ ناممکن ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بدی سے کروں۔ اس بات کا ایسا رعب ان پر طاری ہوا کہ وہ اس وقت اپنے ارادے سے باز آ گئے۔ اور پھر بھی یہ مسلسل تبلیغ میں مصروف رہے ہیں۔

اور ان کے داماد چوہدری ریاض احمد صاحب، جن کا غلطی سے ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر ریاض احمد خان کے نام سے ذکر ہوتا رہا ہے، یہ چوہدری ریاض احمد صاحب ہیں، ریاض احمد خان نہیں۔ اگرچہ رشید احمد خان صاحب کے داماد تھے، ان کا خاص جو مقام اور مرتبہ ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی بارہا احمدیت کی خاطر ان کو تکلیفیں پہنچیں۔ مردان میں ان پر چھری سے وار کیا گیا، پھر سرگودھا میں جو ۷۴ء کا واقعہ گزرا ہے ریلوے اسٹیشن پر جن کو گولیاں لگیں ان میں یہ بھی شامل تھے اور جب گولی لگی تو انہوں نے فرمایا یہ تو

کچھ بھی نہیں، یہ تو ابھی آغاز ہے یعنی ارادہ اسی وقت سے شہادت کا تھا اور اسی نیت کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے۔

اب اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ رشید احمد خان صاحب جو ڈاکٹر تھے ان کی تبلیغ سے ایک جگہ مغل خیل میں ایک دوست تھے جو ملازمت بھی کرتے تھے اور وکالت بھی کرتے تھے ان کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔ وہ چونکہ ایک طاقتور پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لئے ان کی احمدیت پر وہاں بڑا سخت رد عمل ہوا اور تمام علاقے میں ان کے متعلق قتل کے فتوے جاری ہونا شروع ہوئے۔ ان کے بھائیوں میں سے ایک بھائی جو بہت ہی زیادہ متشدد تھا اس نے تو سب سے زیادہ مخالفت کی حد کی اور علماء کو لا کر ان کے قتل کے لئے فتوے حاصل کئے۔ ملاں فضل ربی اس علاقے کا ایک ملاں ہے جو اس معاملے میں سب سے زیادہ بدبختی کا نمونہ دکھاتا رہا اور کثرت کے ساتھ لوگوں میں ان کے خلاف انگیخت کرتا رہا۔ لیکن جہاں تک اس نومبائع دوست کا تعلق ہے ان کے متعلق میں آپ کو بتا دوں ان کا ذکر یہاں لکھا ہوا ہے۔ (وہ واقعہ جو میں نے پڑھا تھا اس کی تفصیل شاید میں ساتھ لانا یعنی تحریری تفصیل ساتھ لانا بھول گیا ہوں یا کہیں رہ گیا ہے لیکن زبانی طور پر مجھے یاد ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں) ۔ ان کا نام دولت خان ہے اور جب ان کی بیعت کا واقعہ مشہور ہوا تو بھائیوں نے بھی مخالفت کی اور علماء کو بلا کر ان سے گفتگو کروائی۔ جب علماء نے گفتگو کی تو انہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا اور اپنا موقف بیان کیا کہ میں کیا سمجھتا ہوں اس پر وہ علماء جو ان سے بحث کے لئے آئے تھے ان میں چونکہ شرافت تھی انہوں نے اسی مجلس میں یہ اعلان کیا کہ جو باتیں انہوں نے بیان کی ہیں ان میں کوئی بھی کفر کی بات نہیں اس لئے ان پر مرتد ہو کر قتل کرنے کا فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر ان کے پانچ بھائی تو ان کے ساتھ ہو گئے اور ایک بھائی مخالفت پہ قائم رہا۔ جب ان کو بہت زیادہ ستایا گیا اور گالیاں دی گئیں تو یہ چونکہ وہ جگہ چھوڑ کر ہجرت کرنے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے اس لئے وہ جو پانچ بھائی تھے ان میں سے بعض نے ان کا پیچھا کیا اور کہا کہ ہم راضی ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں تم واپس آ جاؤ۔ جو شریر بھائی تھا اس نے ایک اور ملاں جو افغانستان سے ہجرت کر کے آیا ہوا ہے اس سے دوبارہ قتل کا فتویٰ لیا اور اس نے تعداد تو معین نہیں، لیکن علاقے کے بہت سے لوگوں کا مجمع اکٹھا کر کے ان کے قتل کا فتویٰ لیا۔ یہ تفصیل بیان کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اس کا بعد میں آنے والے واقعات سے ایک تعلق ہے۔ یعنی موجود علماء نے ان سے گفت و شنید کے بعد ان کے متعلق یہ فیصلہ دیا کہ ان کے عقائد میں کوئی بات بھی اسلام کے خلاف نہیں ہے اس لئے ان پر ارتداد اور قتل کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ بعد میں ایک افغان ملاں کو جو متشدد تھا بلایا گیا اور اس نے ان کے قتل کا فتویٰ صادر کیا۔ اس کے باوجود یہ وہاں موجود رہے اور چونکہ شرارت کے بڑھنے کا خطرہ پیدا ہوا اس لئے پولیس نے ان کو نقص امن کی دفعہ لگا کر جیل میں ڈال دیا اور اس کے ساتھ ان کے بعض بھائیوں، عزیزوں کو بھی جیل میں ڈالا گیا۔ لیکن ان کی ضمانت فوراً کروالی گئی اور ان کی ضمانت کسی نے نہ دی۔

ان سے جیل میں چوہدری ریاض احمد صاحب ملنے گئے اور ان سے باتوں میں یہ کہا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مجھے تو عبداللطیف شہید کا انجام سب سے اچھا لگتا ہے۔ وہ واقعہ سنایا اور کہا میری دلی تمنا بھی یہ ہے کہ میں عبداللطیف شہید کا مرتبہ حاصل کروں ۔ اور عجیب ہے، یہ اتفاق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ ان کی شہادت سے پہلی رات ان کی بھابی نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ ایک بکری ذبح کی جا رہی ہے اور انہوں نے اسی وقت صدقہ نکال کے ایک طرف رکھ دیا مگر پھر رویا میں دیکھا کہ ایک بکری ذبح ہو چکی ہے اور ایک بکری رہ گئی ہے اور وہ چونکہ ایک بکری ذبح ہو چکی ہے دوسری کو ان کے والد ذبح کرنے لگے تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ہو چکی ہے اس لئے کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے ایک بکری کو چھوڑ دیا گیا۔

یہ بظاہر ایک معمولی بات ہے لیکن اس کا بہت گہرا تعلق تاریخ احمدیت سے ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید اور ان کے ساتھی کی شہادت کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے الہام کے طور پر آپ کو بتایا جو یہ تھا "شاتان تذبحان" دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ تو شاتان تذبحان کا اس واقعہ سے ایک گہرا تعلق تھا اس لئے یہ خیال کہ شاید ان کی خواہش کا ذکر کر کے ہم خواہ مخواہ ان کی شہادت کو ایک غیر معمولی مقام دے رہے ہیں اس بات نے رد کر دیا کہ ایک خاتون کو وہی رویا دکھائی گئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام میں جن الفاظ میں عظیم شہادتوں کی خبر دی گئی تھی اور ان کے ذہن میں اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب مجھے اس رویا کی اطلاع بھیجی گئی تو اس میں بھی ان کا کوئی تعلق نہیں باندھا گیا۔ گویا یہ الگ اتفاقی واقعہ ہے اور شہادت ایک الگ معاملہ ہے۔ وہ سمجھتے رہے کہ صرف اس شہادت کی خبر ہے حالانکہ بکری ذبح ہونا اور ایک بکری کا چھوڑا جانا یہ بتاتا ہے کہ "شاتان تذبحان" سے اس واقعہ کا بہت گہرا تعلق ہے لیکن یہاں دو نہیں بلکہ ایک شہادت ہو گی۔

پس جب انہوں نے جیل میں ان سے ذکر کیا تو ساتھ ہی اس خواہش کا اظہار بھی کیا اور اس کے بعد پھر یہ واقعہ ہوا کہ وہ علماء جنہوں نے ان کے خلاف قتل کی سازش کر رکھی تھی، یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہوا ان کا جیل میں داخل ہونا اور ضمانت پر نہ رہا ہونا دراصل ایک چال تھی کہ اس پر ان کو ضمانت پر رہا کروانے کی خاطر جب ان کو تبلیغ کرنے والے آئیں گے تو ہم ان کو قتل کریں گے اور مقامی طور پر چونکہ پٹھانوں میں قبائلی عصبیتیں پائی جاتی ہیں اس لئے کسی ایک پٹھان کا جس کا پیچھا مضبوط ہو، اس کے ساتھ ان کا ایک قبیلہ ہو، کچھ بھائی کچھ دوسرے اثر والے لوگ ہوں، ان کا براہ راست فوراً قتل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ تعصبات جاگ اٹھتے ہیں اور بعض دفعہ ایک لمبا سلسلہ قتل و غارت کا اور انتقام کا شروع ہو جاتا ہے۔ پس یہ سازش کی گئی ان دونوں مبلغین کے خلاف یعنی رشید احمد خان صاحب اور چوہدری ریاض احمد صاحب کے خلاف کہ جب یہ ضمانت کروانے آئیں گے اس وقت ان کو مارا جائے گا۔

چنانچہ جب بڑی دلیری کے ساتھ، چوہدری رشید احمد صاحب اپنے اس داماد کو ساتھ لے کر اور ساتھ ایک اور دوست بھی تھے ان کو لے کر جب ضمانت کے لئے وہاں پہنچے تو پہلے سے یہ پانچ ہزار مشتعل عوام کا وہاں مجمع اکٹھا کیا جا چکا تھا اور وہی ملاں جس کا میں نے نام لیا ہے یہ ان کی قیادت کر رہا تھا اور بڑے زور کے ساتھ اشتعال دلا کر ان کو سنگسار کرنے کی تعلیم دے رہا تھا۔ اب صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پتھروں سے سنگسار کیا گیا ہے اور یہ ایک اور مشابہت اس بات سے ملتی ہے۔ چنانچہ جب وہ حملہ آور ہوئے تو ان کو پکڑا اور سب سے پہلے ان کی پیشانی پر بڑے زور سے پتھر مارا اور اسی پتھر کے ذریعے یہ نیم بے ہوش ہو کر زمین پر جا پڑے لیکن اتنی ہوش تھی کہ مسلسل کلمہ ادا کرتے رہے اور آخری آواز جو ان کی سنائی دی وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی آواز تھی۔ چنانچہ اس حالت میں جب ان کو شہید کر دیا گیا بالآخر تو پھر ان کی نعش کو گھسیٹا گیا اور ان کے اوپر ناچ کیا گیا اور وہاں کے مشتعل پٹھان مسلمانوں نے ان کی چھاتی پر چڑھ کر ناچ کئے اور اس طرح اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

چونکہ ہمارا رابطہ غیر مذاہب سے زیادہ وسیع ہو چکا ہے اور زیادہ زبانوں میں ہو چکا ہے اس لئے محض ایک دو اردو دان دفاع کرنے والے کافی نہیں۔ انگریزی میں بھی، سپینش میں بھی، جرمن زبان میں بھی اور البانین میں بھی، بوزنین میں بھی، افریقہ کی زبانوں میں بھی کثرت سے ایسے مخلصین چاہئیں جن کا پس منظر خواہ دینی تعلیم کا نہ بھی ہو لیکن ان کا ذوق شوق اتنا بڑھا ہوا ہو کہ وہ ان کو اس کام کے لئے وقف کر دے اور نیا نیا لٹریچر وہ خود پیدا کرنے لگیں

پولیس کا یہ حال تھا کہ ان کو بچانے کی بجائے ان کی نعش کو ٹھڈے مارے اور کہا کہ ہم بھی اس طرح ثواب میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بالآخر ان کی لاش کو پشاور منتقل کیا گیا اور موجود پولیس نے نہ صرف یہ کہ ان کو بچانے کی کوشش نہیں کی بلکہ باقاعدہ گھیرا ڈال کر یہ اثر دیا گیا کہ پولیس کی حفاظت میں ہیں کوئی فکر کی بات نہیں۔ اور تمام مجمع جو قاتل تھا وہ اس گھیرے کے اندر ان کو قتل و غارت کر رہا تھا، ان کے گرد کوئی پولیس کا گھیرا نہیں تھا۔ بہرحال جو بھی واقعہ مقدر تھا عظیم شہادت کا وہ اسی طرح رونما ہوا پھر ان کی نعش کو دوسری جگہ پشاور منتقل کیا گیا چادر ڈال کر ان کو پھر آخر ربوہ پہنچایا گیا۔

جو ان کے خسر تھے رشید احمد خان صاحب ان کو بھی انہوں نے اپنی طرف سے اتنا مارا کہ وہ سمجھے کہ مر چکا ہے اور جو دوسرا پہلو تھا کہ دوسری بکری بچ گئی ہے وہ اس طرح پورا ہوا۔ لیکن جب ان کو مردہ سمجھ کر مردہ خانے لے جانے کے لئے پولیس کی وین میں ڈال کر بھجوایا گیا تو یہ بتاتے ہیں کہ مجھے مسلسل ہوش تھی اور اگرچہ میں حرکت نہیں کر سکتا تھا اس وقت، لیکن مجھے ہوش تھی اور میں ان کی باتیں سن رہا تھا اور وین میں بھی پولیس نے آ کر ان کو ٹھڈے مارے، وہیں وین میں موجود پولیس نے، کہ ہم بھی ثواب میں شریک ہو جائیں اور جب یہ مردہ خانے پہنچنے لگے تو اس وقت انہوں نے ان کو بتایا کہ میں زندہ ہوں مجھے پانی دو۔ اس پر پولیس نے کہا کہ ہیں! تم ابھی تک زندہ ہو اور ان کا ارادہ بد معلوم ہوتا تھا لیکن پاکستان کی پولیس کا یہ آرام ہے کہ پیسہ کا انکار ممکن نہیں ان کے لئے۔ چنانچہ ان کو اتنی ہوش رہی کہ انہوں نے کہا کہ تم قیمت مقرر کر لو مجھے پشاور پہنچا دو تو جو تم مانگتے ہو میں تمہیں دے دوں گا۔ چنانچہ جو بھی ان کے ساتھ طے ہوا اللہ بہتر جانتا ہے کیا تھا اس کی تفصیل نہیں آئی مگر اس پیش کش کے بعد پولیس نے ان کو مردہ خانے

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 081 877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

پہنچانے کی بجائے پشاور میں جہاں احمدی دوست تھے ان کے سپرد کیا۔

یہ جو واقعہ اس طرح گزرا ہے اس میں حکومت کا کردار یہ ہے کہ جب وہاں کے ایس پی نے ڈپٹی کمشنر کو فون کیا کہ کیا کیا۔ یہ صورت حال ہے، ہمیں بتایا جائے کہ کیا کرنا ہے۔ تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے جیسا کہ ایسے لوگوں سے توقع ہے کہا کہ دیکھیں امن عامہ کی صورت بگاڑنی نہیں اس لئے ہونے دو جو ہوتا ہے۔ یعنی امن عامہ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی حکومت کے لئے الجھن پیش نہ آئے خواہ معصوم مارے جائیں اس سے حکومت کو کوئی غرض نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پولیس نے اپنے افسر اعلیٰ کا مدعا سمجھتے ہوئے قطعاً ایک ذرہ بھر بھی ان کو بچانے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن ایک ایسا وقت آیا جب کہ مجمع کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ ان کی شہادت کے بعد جب یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کو گھسیٹا جائے گلیوں میں اور ننگا کیا جائے اور اس قسم کی اور مکروہ باتیں جب وہ کر رہے تھے تو مجمع میں اختلاف ہو گیا اور کچھ شرفاء ایسے تھے جو ڈٹ گئے کہ تم کیا بکواس کر رہے ہو یہ کوئی طریق نہیں ہے، تم نے جو کرنا تھا کر دیا لیکن اب یہ اگلی کاروائی نہیں ہوگی۔ اس پر جب مشتعل ہوئے دونوں گروہ اور یہ خطرہ ہوا کہ اب آپس میں ماریں گے ایک دوسرے کو، اس وقت پولیس نے پھر فضائی فائر کئے اور ہوائی گولیاں چلائیں تا کہ مجمع منتشر ہو جائے اور مجمع کا یہ حال تھا کہ چند ہوائی گولیاں بھی ان کے لئے کافی تھیں وہ اس سے منتشر ہو گئے۔ اگر پہلے پولیس ایسی کاروائی کرتی تو ہر گز بعید نہیں تھا مگر بعید تھا اس پہلو سے کہ خدا تعالیٰ کے ہاں مقدر تھا ایک فیصلہ تھا کہ ان کو شہادت کا ایک خاص مقام عطا کیا جائے گا۔

جو خدا کی راہ میں قربانی کرنے والے، خدا کی راہ میں غیر معمولی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا کے نمونے دکھانے والے لوگ ہیں ان کا ذکر اس دنیا میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے بلکہ ملاء اعلیٰ میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے اور پھر آنے والی نسلوں میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ان پر سلام بھیجے جاتے ہیں

چنانچہ جو مختلف رؤیا دیکھی گئی ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کرتا ہوں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی یہ شہادت کوئی عام روز مرہ کی شہادت نہیں۔ عام شہادت کا بھی بہت بڑا مقام ہے، غیر معمولی مرتبہ رکھتی ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے میں نے ثابت کیا ہے لیکن بعض شہادتیں بعض دوسری شہادتوں پر فوقیت لے جاتی ہیں۔ ضمناً یہ ذکر کر دوں کہ ابوظہبی میں بھی ایک عرصہ ملازمت کرتے رہے وہاں سے بھی احمدیت کی بناء پر ان کو فارغ کیا گیا۔ حالانکہ اور بہت سے ابوظہبی میں خدمت کرنے والے ہیں جن کو فارغ نہیں کیا گیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر جگہ بڑی دلیری کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتے تھے یہاں تک کہ ماحول ان کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

جو رؤیا ان کے متعلق مبشرات دیکھی گئی ہیں ان میں سے ایک تو ان کی اپنی رؤیا ہے جب وہ دولت خان صاحب سے جیل میں ملاقات کر کے آئے ہیں اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کی شہادت کا تذکرہ اور اپنی دلی تمنا کا اظہار کیا کہ کاش میں بھی ایسا مرتبہ پا جاؤں۔ تو انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت باغ میں ہیں جہاں پر ایک تخت پڑا ہے اور یہ اس تخت پر تخت نشین ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ غیر معمولی عظمت کا اور فضل کا نشان ان کو عطا ہونے والا تھا۔ ان کی بھاوجہ نے رؤیا میں دیکھا کہ کوئی بکری کو ذبح کر رہا ہے ان کی آنکھ کھل گئی۔ رات کے دو بجے تھے اس وقت صدقہ دینے کا ارادہ کیا اور صدقہ کی رقم الگ کر کے رکھ لی، پھر سو گئیں۔ پھر وہی خواب دکھائی دیا کہ ایک بکری ہے اس کے ٹکڑے سامنے پڑے ہیں اور ریاض کی بھابی اپنے والد عظیم شاہ صاحب سے کہتی ہیں کہ میں نے تو صدقہ بھی دے دیا ہے لیکن پھر بھی آپ نے بکری کو ذبح کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک اور بکری بھی تھی وہ ذبح کرنا چاہتے تھے مگر وہ انہوں نے ذبح نہیں کی اور اس کو چھوڑ دیا۔ تو ایک کی شہادت یعنی "شاتان تذبحان" کا مضمون اس رؤیا میں پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا اور اس مرتبہ ایک کی شہادت کو کافی سمجھا گیا۔

نور الدین احمد صاحب جو شہید ریاض احمد کے ہم زلف ہیں انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ دو بیل ہیں جن میں سے ایک طاقتور اور ایک کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں آیا کہ ان کی قربانی دی جائے جیسا عید الاضحیٰ کے موقع پر کرتے ہیں۔ تو پہلے میں نے کمزور کو پکڑا تو میرے والد ڈاکٹر منظور احمد نے کہا کہ یہ کمزور ہے۔ (یہ ہمارے جو باڈی گارڈ ہوا کرتے تھے محمود احمد خان صاحب، ان کے والد ہیں منظور خان جو رشید احمد خان کے بڑے بھائی ہیں) تو انہوں نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو دوسرے طاقتور کی قربانی دو۔ تو میں نے طاقتور بیل کو پکڑا، گرایا اور قربان کر دیا۔ اب یہاں بھی دو کا جو مضمون ہے وہ اسی طرح چل رہا ہے ساتھ۔ دو بکریاں، دو بیل، اور پھر کمزور کو چھوڑ دیں جو بوڑھے تھے اور کمزور تھے اور طاقت ور کو پکڑ لو جو نوجوان ان کے داماد تھے۔ یہ ساری باتیں بتا رہی ہیں کہ کوئی اتفاقات نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پہلے سے فیصلہ شدہ تھی اور وہ جس طرح ظاہر ہوئی ہے یہ اس کے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ رؤیا میں پہلے بتا کر ان کے اقرباء کی تسلی کے سامان کر گئے۔

ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو ان کے داماد کی شہادت کی اطلاع نہیں دی گئی کیونکہ ان کی اپنی حالت بھی نازک تھی۔ ہمارے عزیز ڈاکٹر مبشر احمد کا فیکس مجھے ملا ہے کہ وہ اس وقت ربوہ میں ہیں اور خاص حفاظت کے وارڈ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی خطرہ ان کو نہیں ہے اس وقت۔ اور جو پسلیاں ٹوٹی ہیں اور جو کہنی کی ہڈی ٹوٹی ہے اس کا وہ علاج کر رہے ہیں۔ تو ان کو چونکہ بتایا نہیں گیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی رؤیا میں ہی اطلاع دی اور وہ رؤیا انہوں نے یہ دیکھی کہ ایک چھوٹا جہاز ہے جسے وہ خود اڑا رہے ہیں۔ آگے وہ ایک انتہائی سفید کمروں والی جگہ میں پہنچتے ہیں جس کے آخر میں نہایت خوبصورت سفید رنگ کا صوفہ بچھا ہے جس پر ریاض احمد شہید بیٹھنے کے لئے چلے گئے اور صوفے پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب کو روک دیا گیا اور کہا گیا کہ جنت کا آخری مقام ہے جہاں تم نہیں جاسکتے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے داماد کو ایک اعلیٰ فضیلت کا مقام خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمایا گیا ہے جو ان کے لئے مقدر نہیں تھا اس لئے ان کی شہادت نہیں ہوئی۔ یہ اللہ کی مرضی ہے اپنا فضل ہے جسے چاہے دے، جس طرح چاہے دے۔

یہ تو اس شہادت کے تذکرے ہیں۔ اب میں ضمناً آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کا خون آج تک یہ ان کی قوم اس کی قیمت ادا کر رہی ہے اور اب تک اس خون کے داغ دھل نہیں سکے۔ مسلسل افغانستان پر ایک بلا کے بعد دوسری بلا نازل ہوتی ہے جو ان کی شہادت کے بعد سے شروع ہوئی اور یہ سلسلہ آج تک ختم نہیں ہو سکا۔ فیض نے کہا ہے۔

خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد

مگر بعض دفعہ شہادت کے خون اتنے پکے ہوتے ہیں اور بعض شہادتیں خصوصیت کے ساتھ ان کو شہید کرنے والوں کے خلاف اللہ کا غضب ایسا بھڑکاتی ہیں کہ خون کی برساتیں بھی مسلسل ہوتی رہتی ہیں اور وہ خون کے دھبے دھلتے نہیں، مزید خون کی طلب کرتے رہتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے افغانستان پر، ان کے دن بدلیں اور وہ اسی طرح بدل سکتے ہیں کہ افغان قوم کی توجہ احمدیت کی طرف ہو اور وہ اپنی سابقہ کوتاہیوں اور غفلتوں کی اللہ تعالیٰ سے نیک اعمال کے ذریعے معافی مانگیں اور ایمان لا کر معافی مانگیں۔ اس کے بغیر افغانستان کی تقدیر سدھرتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی۔

اب پاکستان کے علاقہ میں جو یہ واقعہ گزرا ہے یہ بھی اس علاقے کے لئے اس لحاظ سے بدشگون ہے اگرچہ احمدیت کے لحاظ سے ایک بہت ہی عظیم شہادت کا اضافہ ہے جو ہماری تاریخ کو اور بھی زیادہ خوبصورت اور دلکش اور عظیم بنا دے گا اور ہمیشہ آسمان شہادت پر ان کی شہادت بھی نمایاں خوبصورت حروف میں لکھی ہوئی دکھائی دے گی۔ لیکن جہاں تک اس علاقے کا تعلق ہے اس میں ایک اور پہلو خاص طور پر قابل ذکر یہ ہے کہ ان کو آخری فتویٰ دے کر شہید کرنے والا ملاں بھی افغانستان ہی کا تھا اور جس طرح صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کا واقعہ گزرا ہے ان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا کہ پہلے جن علماء سے ان کا مناظرہ کروایا گیا۔ ان علماء میں سعادت اور شرافت تھی۔ بارہ علماء چنے گئے تھے جن کے ساتھ ان کا مناظرہ کروایا گیا اور اس مناظرے کے بعد ان سب کا یہ فیصلہ تھا کہ اس کی باتوں میں کوئی بات بھی اسلام کے خلاف نہیں اور اس لحاظ سے ہم ان کے ارتداد کا اور قتل کا فتویٰ صادر نہیں کر سکتے۔ تب بادشاہ کا ایک کزن نصر اللہ خان جو دراصل اس ساری شرارت کا کرتا دھرتا تھا اس نے اپنی مرضی کے بعض علماء کو بلا کر ان کو دھمکیاں دیں اور کہا کہ اگر تم نے فتویٰ صادر نہ کیا تو میں تمہارے ساتھ یہ کروں گا۔ چنانچہ اس کے دباؤ میں آ کر بالآخر ان علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ واقعتہً یہ مرتد ہے۔ اب مجھے تفصیل یاد نہیں کہ وہ بارہ اس میں شامل ہو گئے تھے یا یہ الگ فتویٰ تھا مگر واقعہ کی ترتیب یہی ہے کہ پہلے علماء نے فتویٰ دینے سے انکار کیا اور صاف کہا کہ ان کے عقائد میں کوئی بات بھی اسلام کے خلاف نہیں۔ پھر دباؤ میں آ کر دوسرے علماء نے ان کے خلاف فتویٰ دیا اور بعینہٖ یہی واقعہ ان کے ساتھ گزرا ہے۔

دولت خان کے متعلق بتا رہا ہوں کہ دولت خان کے ساتھ جو واقعہ گزرا ہے وہ اسی طرح ہوا ہے۔

SCL

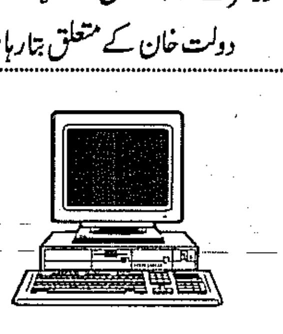

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

یعنی اگرچہ ریاض کے ساتھ براہ راست یہ واقعہ نہیں گزرا لیکن حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کی شہادت کی یاد اس واقعہ نے تازہ کر دی ہے۔ تو کچھ تعلقات ایسے ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شہادت کا ایک خاص مرتبہ ہے لیکن اب اگلا پہلو جو ہے وہ خطرناک ہے۔ اگر اس شہادت کا یہ مرتبہ تھا کہ آج سو سال گزرنے کے بعد بھی وہ شہادت کا خون قوم کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تو اللہ رحم فرمائے اس علاقہ پر کہ یہ شہادت بھی ویسا ہی رنگ نہ لائے۔ اس لئے ہم تو انتقامی کاروائیوں کے قائل نہیں ہیں۔ ہم تو قوم کی فلاح اور بہبود کے قائل ہیں۔ اس لحاظ سے میں نے یہ سارا مضمون کھول کر جماعت کے سامنے رکھا ہے کہ جہاں تک شہید کا تعلق ہے ان کے مراتب کی تو ہمیں نہ فکر ہے نہ ہم اس میں کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ اللہ کی دین تھی، ایک خاص اعزاز تھا جو ان کے نصیب ہوا، جو قسمت کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں سال میں بعض دفعہ کسی ایک آدمی کو نصیب ہوا کرتا ہے۔

جہاں تک قوم کا تعلق ہے ہمیں دعا کرنی چاہئے اور خدا کی رحمت کو یہ واسطہ دے کر کہ کچھ بھائی جو نیک تھے، جنہوں نے اپنے بھائی کا ساتھ دیا تھا ان کی اس نیکی کو ہی قبول فرمالے اور باقی قوم کو اس سزا سے بچالے۔ یہ دعا اور تمنا ہونی چاہئے ہر احمدی کی کہ اس علاقے کو لمبی خوفناک ہلاکت اور عذابوں سے بچائے۔ جہاں تک اس مولوی کا اور اس مجمع کا تعلق ہے، جنہوں نے آنکھیں کھول کر اسلام کے خلاف نہایت ہی ظالمانہ کاروائی کی ہے ان کے متعلق خدا کی تقدیر جو چاہے فیصلہ کرے۔ لیکن عموماً جو علاقہ ہے اور جو قوم ہے ان کے لئے ہمیں ہدایت کی دعا کرنی چاہئے اور یہ انتظار نہیں کرنا چاہئے کہ ان کو بھی ویسا ہی عذاب ملے جیسا کہ افغانستان کے علاقے کے لوگوں کو ملا ہے اور اب تک مل رہا ہے۔

یہ بڑی دیانت داری کے ساتھ اور دل کی گہرائی کے ساتھ میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ انتقام دیکھنے کی تمنا نہ کریں اور بخشش کی تمنا کریں جو ہدایت کے ساتھ وابستہ ہو۔ "اللہم اھد قومی فانھم لا یعلمون" کی دعا ہے جو سب سے زیادہ اچھا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ پس اسی سنت کو دہراتے ہوئے ان لوگوں کے حق میں دعا کریں کہ اے اللہ ان کو ہدایت دے کر عذاب سے بچا۔ اور افغانستان کے متعلق میں نے یہی آپ کے سامنے بات رکھی ہے کہ ان کی نجات کا رستہ اب ہدایت ہی ہے۔ بعض دفعہ جتنی چاہے قیمت ادا کرتے چلے جاؤ جب تک ہدایت نہیں پاؤ گے تو عذاب پیچھا نہیں چھوڑا کرتا۔ حضرت نوحؑ کی قوم کے ساتھ کیوں یہ ہوا کہ وہ ساری قوم مٹادی گئی اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ہدایت نہیں پائے گا۔ اور چونکہ ہدایت نہیں پاتا تھا۔ اس لئے حضرت نوحؑ کو اللہ نے اطلاع فرمادی کہ یہ قوم جو ہے اب یہ ہدایت کے دائرے سے باہر جاچکی ہے۔ ایسی باہر جاچکی ہے کہ جو بچے پیدا کرے گی وہ بھی کافر اور مرتد ہونگے، کافر اور ظالم ہونگے اور ان میں سے کوئی نیکی کا بیج باقی نہیں رہا۔ جب یہ اطلاع ملی تب حضرت نوحؑ نے ان پر بددعا کی ہے اس سے پہلے نہیں کی اور ان پر بددعا کرنا انسانیت کے لئے دعا کرنے کے مترادف تھا۔

> بعض دفعہ شہادت کے خون اتنے پکے ہوتے ہیں اور بعض شہادتیں خصوصیت کے ساتھ ان کو شہید کرنے والوں کے خلاف اللہ کا غضب ایسا بھڑکاتی ہیں کہ خون کی برساتیں بھی مسلسل ہوتی رہتی ہیں اور وہ خون کے دھبے نہیں دھلتے

پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے چونکہ افغان قوم کو ابھی رکھا ہوا ہے، سزا مل رہی ہے۔ اس لئے میں یہ نتیجہ نہیں نکالتا کہ ان کا ہدایت نہ پانا گویا کہ مقدر ہے۔ میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ چونکہ اکثر نے اس جرم میں شمولیت اختیار کی اور اس پر خوش ہوئے اس لئے جب تک وہ ہدایت نہیں پاتے ان کی سزا کا سلسلہ جاری رہے گا۔ ورنہ نوحؑ کی قوم کے ساتھ ایک بے انصافی سمجھی جائے گی۔ اس لئے ان کے لئے بھی ہدایت کی دعا کریں۔ بعض لوگ یہ ذکر کرتے ہیں اور ان کے چہرے پر یہ اطمینان ہوتا ہے کہ دیکھو اس قوم کو کیسا بدلہ ملا ہے مگر مجھے تو تکلیف پہنچتی ہے۔ یہ بدلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجاز تو ہے لیکن ایسا نہیں کہ ہمارے دل اس پر خوشی محسوس کریں۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارے دل سخت ہو جائیں گے اور خدا کے یہ نشانات ہمیں فائدہ پہنچانے کی بجائے ہمارے نقصان کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔

اس لئے اپنے دلوں کی پاکیزگی کا خیال کریں۔ اپنے جذبات کو اسلامی ادب کے دائرے میں رکھیں۔ اور ان ظالموں کے خلاف بھی بددعا کرنے کی بجائے یہ دعا کریں کہ اللہ ان کو ہدایت دے کیونکہ ہدایت پاجانا سب سے بہتر جواب ہے ان مظالم کا۔ اور ہدایت کا انتقام سب سے اعلیٰ انتقام ہے۔ پس اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک ان کے پسماندگان کا تعلق ہے میرا رابطہ چوہدری خورشید احمد صاحب جو ان کے برادر نسبتی ہیں ان سے فون پر جرمنی میں ہوا ہے اور ان کے ذریعے مجھے اطلاع ملی ہے۔ دو دفعہ ان سے فون پر بات ہوئی ہے کہ ان کے سب عزیز اللہ کے فضل سے پورے حوصلے میں ہیں اور قطعاً ان کو کوئی گھبراہٹ نہیں ہے۔ اور اللہ کے فضل کے ساتھ شہید کی بیوہ بھی فون پر ان کی بات ہوئی ہے، خدا کے فضل سے حوصلے میں ہیں اور اس بات پر مطمئن ہوئیں کہ میری ان کے بھائی سے فون پر بات ہوئی ہے۔ ان کے چار بچے ہیں ان میں سے ایک بچی چھوٹی ہے۔ اس چھوٹی بچی کے متعلق یہ کچھ دن سے کہہ رہے تھے۔ وہ ان کو بہت پیاری تھی۔ کچھ دن سے کہہ رہے تھے کہ اور تو سب آسان ہے مگر اس کو چھوڑنا مشکل ہے۔ اب یہ بات چھوٹی سی ہے لیکن اس سے دو نتیجے میں نے نکالے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ جو پیچھے رہ جاتے ہیں ان کا فکر ضرور شہیدوں کی روحوں کو دامن گیر ہو سکتا ہے اور اسی لئے وہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں اس بات کا جواب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ" وہ بہت خوش ہیں اس سے جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا لیکن ساتھ ہی "ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم" ان کے متعلق بھی اللہ ان کو خوشخبریاں دے رہا ہے یعنی خوش خبریاں پا رہے ہیں جو ان سے ابھی نہیں ملے، ان سے ملے نہیں ہیں یعنی بعد میں ان کی وفات جیسے بھی خدا کے ہاں مقدر ہو وہ ہونے والی ہوگی، کچھ عرصے کے بعد ان سے آملیں گے۔ لیکن ان کے متعلق اللہ ان کو تسلیاں دے رہا ہے کہ "لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" کہ ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا کسی خوف سے وہ مرعوب نہیں ہونگے "ولا ھم یحزنون" اور غم کی حالت میں سسکتے نہیں چھوڑے گا خدا ان کو، بلکہ ان کو غموں پہ حوصلہ عطا فرمائے گا یعنی "لا یحزنون" کا مطلب ہے غم سے مغلوب نہیں ہونگے۔

"یستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضل" اور وہ خدا سے نعمت اور فضل کی خوشخبریاں پا رہے ہیں۔ پس ایک تو اس آیت کا ایک یہ مفہوم اس واقعہ سے سمجھ آیا کہ خدا تعالیٰ یہ کیوں فرماتا ہے کہ شہیدوں کو ان کے پیچھے رہنے والوں کے متعلق خوش خبریاں دی جائیں گی۔ جب ریاض شہید کی یہ بات مجھے پہنچی تو اس وقت میں سمجھا دراصل بعض لوگوں کو چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ لازماً آخرت میں، اپنی دوسری دنیا میں یعنی روحانی زندگی میں ان کو خوش خبریاں دے کے کہ فکر نہ کرو ہم تمہارے بھی مالک اور والی تھے، ان کے بھی مالک اور والی ہیں اور ان کے متعلق ان کو اطمینان دلاتے ہیں۔ پس شہید کے پسماندگان کے لئے قرآن کریم میں یہ خوشخبری پہلے سے موجود ہے۔ پس اس خوش خبری کو سچا کر دکھائیں اپنی ذات میں اس کا اطلاق کریں اور جانیں کہ یہ بظاہر نقصان ہے مگر حقیقت میں بہت بڑی سعادت ہے۔ اس لئے غم کر کے اس آیت کے اطلاق کو اپنے متعلق مشکوک نہ ہونے دیں۔ یہ بڑا مشکل کام ہے لیکن جہاں تک میرا ان سے رابطہ ہوا ہے خورشید احمد خان سے مجھے یہی تسلی ہوئی اور دوہرا اطمینان ہوا کہ الحمدللہ میری نصیحت سے پہلے ہی ان لوگوں نے وہی نمونہ دکھایا ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کی روح کو تسلیاں دے گا کہ تمہارے پیچھے رہنے والوں کا ہم خیال رکھیں گے، تم بالکل تسلی رکھو، کوئی غم نہیں ہوگا ان کو، پس شہداء کی جو اولاد پیچھے رہ جاتی ہے ان کی زندگی پر نظر ڈال کر دیکھیں اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طور پر ان کے حالات بدلتا ہے، ان پر بے شمار نعمتیں اور فضل نازل فرماتا ہے اور کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے۔ اس کے مقابل پر جو دوسرے رشتے دار پیچھے رہ جاتے ہیں ان کی حیثیت ہی کوئی نہیں ہوتی۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی اولاد کو دیکھ لیں آج دنیا میں ہر جگہ بڑے بڑے مناصب پر بڑی بڑی اعلیٰ علمی فضیلت کے مقامات تک پہنچی ہوئی اولاد ہے۔ کئی علم کے پہلوؤں سے انہوں نے ترقی کی ہے اور دنیا کی نعمتوں سے بھی خدا نے ان کو کسی پہلو سے محروم نہیں رکھا۔ ساری دنیا میں بڑی عزت کے ساتھ پھیلایا ہے۔ ان کے متعلق ان کے ایک عزیز نے جو پشاور میں رہتے ہیں انہوں نے مجھے ایک دفعہ لکھا کہ جس علاقہ میں ہمارا خاندان ہے وہ لوگ جو احمدیت سے الگ ہیں، الگ رہے ہیں اس وقت یا بعد میں چھوڑ گئے، ان کا کوئی بھی حال نہیں۔ نہ دین نہ دنیا کوئی حیثیت باقی نہیں رہی۔ جو عزتیں عطا ہوئیں ہیں وہ اسی خاندان کو ہوئی ہیں جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کی اولاد تھی اور اولاد در اولاد تھی۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ایک سچا وعدہ ہے اس میں ادنیٰ بھی شک نہیں ہے کہ دنیا میں بھی شہداء کی اولاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ غیر معمولی رحمت اور شفقت کا سلوک فرماتا ہے۔

بعض دفعہ فوری طور پر انسان کو دکھائی نہیں دیتا مگر وقت بتا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی وعدے کو بھولتا نہیں اور ہمیشہ خدا کے وعدے بڑی شان کے ساتھ اس دنیا میں پورے ہوتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

KOLMAN
BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

آئندہ کے لئے جو ان سے وعدے ہیں وہ بھی ضرور پورے ہونگے۔ پس ان شہید کے پسماندگان کے متعلق یہ میرا جو تاثر ہے یہ قرآن کی آیات کے مطابق ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ اپنے فضلوں سے ان کو نوازے گا اور کسی حالت میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔

اللہ رحم فرمائے افغانستان پر، ان کے دن بدلے اور وہ اسی طرح بدل سکتے ہیں کہ افغان قوم کی توجہ احمدیت کی طرف ہو اور وہ اپنی سابقہ کوتاہیوں اور غفلتوں کی اللہ تعالیٰ سے نیک اعمال کے ذریعہ معافی مانگیں اور ایمان لا کر معافی مانگیں

اب ایک اور وفات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جمعہ کے بعد جب عصر کی نماز آج جمع ہوگی، کیونکہ میں مسافر ہوں اور اکثر آج یہاں جو دوست ہیں وہ بھی مسافر ہیں تو اس کے معاً بعد جو جنازے پڑھے جائیں گے ان میں ایک جنازہ ہمارے انگلستان کے ایک نہایت مخلص دوست اور عزیز نعیم عثمان صاحب کا جنازہ ہے۔ یہ بروز سوموار لندن میں صبح تین بج کر چالیس منٹ پر اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ بہت مخلص اور فدائی انسان تھے اور میرے ساتھ ان کا پرانا رابطہ خدمت دین کے تعلق ہی میں ہوا تھا۔ جب شیخ مبارک احمد صاحب انگلستان کے امیر تھے اس زمانے میں ایک ان کی کتاب تھی زیر نظر اس کا مسودہ میرے پاس پہنچا جو احمدیت کے مخالفین کے جواب میں یہ تحریر کر رہے تھے۔ اور میں اس سے بہت متاثر ہوا۔ زبان بھی اچھی تھی اور ان کی پکڑ بھی بہت مضبوط تھی۔ اگرچہ دینی علم کا کوئی پس منظر نہیں تھا لیکن اس کے باوجود خود محنت کر کے ان اعتراضات کے جوابات تلاش کرتے اور بڑی محنت اور سلیقے کے ساتھ ان کے جوابات کو اکٹھا کر کے ایک جوابی حملے کی صورت میں منظم کیا کرتے تھے۔ صرف ایک مشکل تھی کہ جوابی حملے میں زیادہ ہی کچھ جبروت پائی جاتی تھی اور بعض دفعہ بہت سخت جوابی حملہ ہوتا تھا۔ میر قاسم علی صاحب یاد آ جایا کرتے تھے مجھے ان کی بعض عبارتیں پڑھ کے۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مولویوں کے حملوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور ان کا جوابی حملہ بہت سخت ہوا کرتا تھا۔ تو ان کو پھر میں سمجھا کر بعض ان کی کتابیں شائع ہونے سے پہلے ان کو بلا کر سبقاً سبقاً گزرتا تھا اور ان کو بتاتا کہ یہاں سختی کم کریں، یہاں سختی کم کریں۔ ہمارا مقصد تو جواب دینا ہی نہیں بلکہ دل جیتنا بھی ہے اگر ہم ضرورت سے زیادہ سختی کر دیں تو بعض دفعہ یہ اعلیٰ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ہاں بعض دفعہ سختی ضروری بھی ہوتی ہے۔ بعض شریر ایسے بدبخت ہوتے ہیں کہ جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے ان کو انہی کی زبان میں بعض دفعہ نمونے کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے ورنہ وہ سمجھ نہیں سکتے کہ پاکوں پر زبان کھولنا کیسے ظلم کی بات ہے۔

پس ان کا جو یہ خاص انداز تھا کہ سلمان رشدی کے ہم مزاج لوگوں سے ٹکر لیتے تھے اور بڑی شدت کے ساتھ ان کا زور کے ساتھ جواب دیا کرتے تھے۔ یہ ان کی شخصیت کو ایسا ممتاز کرنے والا ایک مسئلہ تھا، معاملہ تھا کہ رفتہ رفتہ ان کے ساتھ میرے تعلق کی بناء پر ان کا خاندان جو گجرات کی یعنی ہندوستان کے صوبہ گجرات کے ساتھ تعلق رکھنے والا خاندان ہے، ان کے دادا پہلی دفعہ مشرقی افریقہ میں احمدی ہوئے تھے اور وہ بڑے بہادر اور نڈر تبلیغ کرنے والے تھے۔ خاندان نے جو بڑا متمول تھا بڑی مخالفتیں کی لیکن کبھی پرواہ نہیں کی تو ان سے میرے تعلق کو دیکھ کر ان کا خاندان جو بڑا وسیع تھا اپنا تعارف ہمیشہ ان کے حوالے سے کرواتا ہے۔ کوئی خاتون آتی ہیں کہ میں نعیم عثمان کی پھوپھی ہوں، کوئی یہ بتایا کرتے ہیں کہ جی میں ان کا فلاں ہوں، کوئی بتایا کرتے تھے کہ میں ان کا فلاں رشتہ دار ہوں، کوئی کہتا تھا میں نعیم عثمان کا یہ لگتا ہوں۔ پس اس حوالے سے یہ مشہور ہوئے اور میرے ساتھ ان کا ذاتی تعلق جو تھا وہ ان کے رشتے داروں کے لئے قرب کا حوالہ بن گیا۔

ان کے وصال کے بعد مجھے اب یہ کمی محسوس ہو رہی ہے کہ انگلستان میں اس جرات کے ساتھ، اس حوصلے اور عقل کے ساتھ جواب دینے والے نئی نسل میں ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ جن لوگوں کو میں تیار کر رہا ہوں ان میں سے ایک ارشد احمدی صاحب ہیں ان کو سلمان رشدی کے متعلق جوابی کتاب کے لئے میں نے تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان میں یہ صلاحیت ہے۔ اگرچہ وہ کھلاڑی ہیں عموماً اور تقریباً ہر کھیل میں بہت اچھے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے زبان کا سلیقہ بھی بخشا ہے، تقریر بھی اچھی کر لیتے ہیں، تحریر بھی اچھی ہے۔ اس لئے جب ان کے سپرد میں نے یہ کام کیا تو ان سے تفصیل سے جواب دینے کے طریقے، سلیقے کے متعلق بات ہوئی اور وہ سمجھ گئے۔ جو مسودہ انہوں نے تیار کیا میرے آنے سے کچھ دن پہلے مجھے دکھایا بھی، پورا تو نہیں مگر اس کے نمونے پڑھ کے سنائے، اس میں ابھی کچھ اصلاح طلب باتیں تھیں۔ اس لئے ان کو میں نے سمجھا دیا ہے انشاء اللہ ان کی کتاب آئندہ چند ماہ میں آ جائے گی۔

میں چاہتا ہوں کہ اور بھی نوجوان اب اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ صرف انگلستان کی بات نہیں، جرمنی میں بھی، سپین میں بھی، دوسری جگہوں میں بھی۔ سپین میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کرم الٰہی صاحب ظفر کی اولاد ماشاء اللہ بڑی مستعد اور احمدیت کے دفاع میں ایک ننگی تلوار ہے۔ لیکن باقی دنیا میں بھی ہمیں اس قسم کے مجاہدین چاہئیں جو نئی نسل میں اس کام کو سنبھالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خلفاء کو اس قسم کے تائید کرنے والے اور اسلام کے دفاع میں مستعد نوجوان عطا فرماتا رہتا ہے۔ مجھ سے بھی اس معاملے میں کوئی کمی نہیں رکھی مگر آئندہ نسلوں کے لئے میں سمجھتا ہوں مزید ضرورت ہے اور چونکہ ہمارا رابطہ غیر مذاہب سے زیادہ وسیع ہو چکا ہے اور زیادہ زبانوں میں ہو چکا ہے اس لئے محض ایک دو اور دو دان دفاع کرنے والے کافی نہیں۔ انگریزی میں بھی، سپینش میں بھی، جرمن زبان میں بھی، اور البانین میں بھی، بوزنین میں بھی، افریقہ کی زبانوں میں بھی کثرت سے ایسے مخلصین چاہئیں جن کا پس منظر خواہ دینی تعلیم کا نہ بھی ہو لیکن ان کا ذوق شوق اتنا بڑھا ہوا ہو کہ وہ ان کو اس کام کے لئے وقف کر دے اور نیا نیا لٹریچر وہ خود پیدا کرنے لگیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایک نعیم عثمان جاتا ہے تو کئی نعیم عثمان عطا کر دے۔ اور زندہ اور سعید قوموں کی یہی نشانی ہوا کرتی ہے۔ ایک سردار گزرتا ہے تو خدا دوسرے اور بہت سے سردار عطا کر دیا کرتا ہے جیساکہ عرب شاعر کا ایک شعر غالباً میں نے اسی مسجد میں ایک دفعہ سنایا تھا۔

اذا سید مناخلا قام سید ○○ قئول لما قال الکرام فعول

ایک عرب شاعر کہتا ہے اور بہت ہی بلند مرتبہ شعر ہے کہ جب ایک سردار ہم میں سے گزر جاتا ہے تو ہم بے سردار نہیں رہا کرتے۔ "قام سید" اس کی جگہ ایک اور سردار اٹھ کھڑا ہوتا ہے "قئول لما قال الکرام" وہ ویسی ہی باتیں اسی شان کے ساتھ کہتا ہے جیسے پہلا سردار کہا کرتا تھا۔ اور صرف باتیں کہنے والا نہیں بلکہ عمل کر کے دکھانے والا سردار ہوا کرتا ہے۔

تو اللہ ہمیں ہر گزرنے والے مجاہد احمدیت کے لئے خواہ وہ شہادت کے ذریعے دنیا چھوڑے یا طبعی موت کے ذریعے اور ایک نہیں بلکہ کثرت سے دوسرے ہمارے لئے پیدا فرماتا رہے اور عطا کرتا رہے۔

جنازہ غائب میں ایک اور دوست کا نام بھی شامل کر لیں۔ یہ ہمارے شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ سرگودھا کے ہیں۔ ان کی بیٹی جو رشید احمد صاحب ایمبیسیڈر کی بیگم ہیں انہوں نے مجھے فون پر کل اطلاع دی کہ ان کی وفات ہو گئی ہے۔ یہ بھی پراچہ خاندان میں ماشاء اللہ بہت مخلص اور فدائی انسان تھے۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب کے دست راست رہے ہیں۔ اب لمبے عرصے سے بیمار تھے اس لئے یہ عملاً زیادہ خدمت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر آنے جانے والے سے ہمیشہ میرا ذکر کر کے دعا کی تحریک کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ پیغام مجھے ملا ہے کہ جب بھی ان کی طبیعت کچھ بگڑتی تھی اس سے پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ غالباً میری وفات جمعرات کو ہوگی اور جمعرات ہی کو خلیفۃ المسیح کو میرا پیغام دے دینا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جو جنازہ پڑھائیں گے اس میں مجھے شامل کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا بھی دیکھیں کیسے پوری کی۔ جمعرات ہی کو وفات ہوئی ہے اور جمعہ کی نماز کے بعد ایسے جنازے، عظیم جنازے ہونے تھے جن میں ان کا شامل ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاص عنایت اور ایک فضل ہے۔ تو ان تینوں کی نماز جنازہ غائب آج نماز جمعہ کے بعد عصر کی نماز ہوگی اس کے بعد پڑھائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب کو بلند فرمائے اور کثرت کے ساتھ بلند مرتبہ احمدی احمدیت کو عطا کرے۔

ہومیو پیتھی کلاس

اس مریض کی ہڈیاں اتنی کمزور ہو چکی تھیں کہ بیساکھیوں پر چلتا تھا۔ ۳ ماہ کے اندر اس کی بیساکھیاں چھوٹ گئیں۔ کوئی کمزوری نہ رہی۔ ۸، ۱۰ سال وہ اسی حالت میں رہا پھر اسے دماغ کا کینسر ہو گیا۔ وہ جماعت کے مربی تھے۔ بے ہوش ہو گئے، علاج کروایا مگر ڈاکٹروں نے انہیں جواب دے دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک دوا تجویز کی۔ ہفتہ دس دن کے بعد ہوش میں آ گئے۔

حضور نے فرمایا کہ کینسر میں یہ عادت ہوتی ہے کہ ۵، ۱۰ سال بعد دوبارہ آ جاتا ہے۔ اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ جب مریض ٹھیک ہو تو اس کا علاج بند نہیں ہونا چاہئے۔ سر کا کینسر تو بہت مشکل بیماری ہے۔ فاسفورس خون کے اجزاء کو روکنے کی دوا ہے خواہ وہ جسم کے کسی حصے سے ہو۔

بلڈ کینسر کے لئے حضور نے حسب ذیل نسخہ بیان فرمایا۔ فیرم فاس ۶ ×، سلیشیا ۶ ×، کلکیریا فاس ۶ ×، اور نیٹرم میور ۶ × ملا کر دیں۔ اگر فاسفورس استعمال کرنا ہو تو ۳۰ میں دیں، پھر نیٹرم میور اس میں سے نکال دیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ ایک کیس کے بارے میں بتایا تھا جن کو ٹیسٹوں سے پتہ لگ گیا تھا کہ سو فیصد بلڈ کینسر ہے ان کو علاج کے لئے انگلستان لائے اس دوران خاصا وقفہ تھا۔ یہ آپا طاہرہ صدیقہ کی عزیزہ تھیں۔ میں نے علاج شروع کروا دیا۔ انہوں نے انگلستان آ کر ٹیسٹ کروائے تو کہنے لگے کہ تمہیں بلڈ کینسر ہے ہی نہیں۔ آخر وہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ ان کے بارہ میں مکرمہ عابدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالقادر ڈاہری کی فیکس آئی ہے انہوں نے بتایا کہ اس خاتون کی شادی ہو گئی، بچہ ہوا، کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ بعد میں آپا طاہرہ صدیقہ کی طرف سے اس کی تائید موصول ہوئی کہ یہ واقعہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے آغاز کی بات ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کینسر واپس آ جانے والا مرض ہے اس لئے جن کو بھی اس سے شفا حاصل ہو وہ کبھی کبھار یہ ادویہ استعمال کرتے رہا کریں۔

Coming Soon
A Book by Anwar Ahmad Kahlon
Entitled
Mohammad Zafrulla Khan
My Mentor

(دوسری قسط)

سوال و جواب

[مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دئے۔ یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ——— (ادارہ)]

کاسمیٹک سرجری کا شرعی جواز

کاسمیٹک سرجری کے شرعی جواز کے بارہ میں ایک سوال پر حضور نے فرمایا اس میں کیا حرج ہے۔ اللہ تعالیٰ کو حسن پسند ہے اور اگر کوئی کاسمیٹک سرجری کے ذریعہ حسین ہو جاتا ہے تو اس پر ہمیں کیا اعتراض ہے۔ حضور نے سائل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا پہلے آپ یہ بتائیں کہ کاسمیٹک کا استعمال مثلاً عورتوں کا کنگھی کرنا، سنگھار پٹار کرنا اور سرخی پوڈر لگا کر وہ رنگ دکھانا جو ان کو نہیں ملا ہوا، یہ جائز ہے یا ناجائز۔ سائل نے عرض کیا یہ تو جائز ہے۔ حضور نے فرمایا جب یہ جائز ہے تو کاسمیٹک سرجری بھی تو اسی کی ایک شاخ ہے۔

سائل نے اس سلسلہ میں وضاحت کی کہ میں نے دانتوں کے بارہ میں حدیثوں میں پڑھا ہے کہ جو عورتیں ریتی سے دانتوں کو گھساتی ہیں، اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا اس زمانہ میں ہو سکتا ہے کچھ عورتیں ریتی سے دانت گھساتی ہوں جس سے دانتوں کو نقصان پہنچتا ہو گا لیکن یہ بات ایسے شرعی امور میں داخل نہیں جس کی سزا مقرر فرمائی گئی ہو اور جس پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ذکر فرمایا ہو۔ یہ تمام عقل کی تعلیمات ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً حکمت کی باتیں فرماتے تھے ان میں یہ بات بھی شامل ہے۔

دانتوں کو جب ڈاکٹر اس غرض سے گھساتے ہیں کہ اس پر خول چڑھائیں تو اس سے دانتوں کا سارا انجر پنجر ڈھیلا ہو جاتا ہے اور ان کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوتا صرف ڈاکٹر درد کا احساس مٹا دیتے ہیں ورنہ جب رگڑائی کرتے ہیں تو اس کے سارے ڈھانچے پر اثر پڑتا ہے اور اس سے جبڑوں پر اچھا خاصا زلزلہ آتا ہے۔ پس سجاوٹ کی خاطر ذاتی نقصان کر لینا یہ ایک چھوٹی سی خودکشی ہے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عالم برزخ میں روح پر گزرنے والی مختلف حالتیں

ایک دوست نے ٹیلی ویژن پر Astral Body پر جاری بحث کا ذکر چھیڑا اور بتایا کہ انہوں نے اس سلسلہ میں کئی ایک پروگرام دیکھے ہیں۔ لوگ بہت بڑی تعداد میں اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جب ان کا آپریشن ہو رہا تھا وہ بے ہوشی کی حالت میں تھے انہوں نے اپنے جسم کو آپریشن ٹیبل پر دیکھا ہے اور ڈاکٹر نے یہ یہ کام کئے ہیں۔ دوسری طرف سائیکالوجسٹ کہتے ہیں، نہیں۔ یہ ان کے دماغ کی اپنی اختراع ہے۔ حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

حضور نے فرمایا میں نے بھی یہ کتابیں پڑھی ہیں اور ان کا جائزہ لیا ہے اور مجھے تو اس میں کوئی ٹھوس حقیقت دکھائی نہیں دی۔ اس موضوع پر جو مخالفانہ کتابیں ہیں وہ بھی میں نے پڑھی ہیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ نفسیاتی لحاظ سے ایک شخص کا تجربہ عالمگیر ہوا کرتا ہے اور جو انفرادی تجربے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص سلوک کے نتیجہ میں ہوں وہ یکساں عالمگیر تجربے نہیں ہوتے بلکہ انفرادی، الگ الگ ہوتے ہیں۔ کتابوں میں جو ذکر ملتا ہے اس میں عالمگیریت پائی جاتی ہے۔ مذہب خواہ کیسا ہی ہو اخلاق خواہ کیسا ہی ہو۔ کوئی ظالم ہو، بدکردار ہو یا معصوم ہو ہر ایک کا ایک ہی تجربہ بتا رہے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا جزا و سزا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور مرنے کے بعد جو واقعات ہوتے ہیں ان کی ان لوگوں کو کوئی خبر نہیں ہے۔ نفسیاتی لحاظ سے زندگی اگر دماغ میں اٹکی رہ گئی ہو اور کلینیکل ڈیتھ ہو جائے یعنی ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے وہ علامتیں ظاہر ہو جائیں جس پر ڈاکٹر کہہ دیا کرتے ہیں کہ موت واقع ہو گئی ہے۔ اس کو کلینیکل ڈیتھ (Clinical Death) کہتے ہیں جو لازماً نہیں کہ حقیقی موت ہو کیونکہ (Clinical Death) کے واپس زندگی میں تبدیل ہونے کے کئی شواہد ہمارے پاس موجود ہیں اور ڈاکٹرز تسلیم کرتے ہیں۔

پس وہ باتیں جو ٹیلی ویژن پر زیر بحث آتی ہیں ان کو میں جھوٹی نہیں کہتا مگر وہ Clinical Death اور Death کے درمیان جو برزخی حالت ہے اس سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں اس میں روح کا شعور آنکھ سے نہیں دیکھتا، کان سے نہیں سنتا بلکہ وسیع تر ہو جاتا ہے۔ پس Astral Body کا کچھ نہ کچھ اطلاق ممکن ہے اور وہ مرنے کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عالم رؤیا میں دنیا کے جو نظارے اور سیریں ہیں اس کو بھی ایک قسم کی Astral Body کی سیر قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا تجربہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک دفعہ میں کمرے میں بیٹھا کاغذات دیکھ رہا تھا۔ آپ کچھ لکھ رہے تھے (ویسے کشفی حالت نہیں تھی اسی حالت میں) یہ دیکھا کہ باہر جو صحن ہے اس میں جمعدارنی آئی ہے اور وہ صاف کر کے جس طرح کوڑا اٹھا کر لے جاتی تھی اس کی بجائے وہ ایک کونے میں چھوڑ کر یعنی یہ دھوکہ دے کر کہ گویا صفائی کر دی ہے تو باہر نکل جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باہر نکل کر دیکھا تو بعینہ اسی طرح کوڑا اسی کونے میں اکٹھا تھا جہاں آپ نے اس کو دیکھا تھا۔ اس کو آپ نے کوئی کشفی حالت قرار نہیں دیا بلکہ ایک نفسیاتی تجربے کے طور پر پیش فرمایا ہے اور یہ جو تجربہ ہے یہ کئی دفعہ عام لوگوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ اس کا مذہبی قدروں سے یا اعلیٰ اخلاقی قدروں سے تعلق نہیں ہے۔ اس کا نفسیاتی قدروں سے تعلق ہے۔ نفسیاتی لحاظ سے بعض دفعہ روح، وسیع تر شعور حاصل کرتی ہے اور اس پر امریکہ میں خاص طور پر ڈیوک یونیورسٹی میں بہت تجربے ہوئے ہیں اور وہ شائع بھی ہوئے ہیں۔ ان تجربات میں انہوں نے بڑے بڑے سائنس دانوں بلکہ نوبل انعام یافتگان کو بھی شامل کیا ہے۔

حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا Out of body experience (O.D.E) کہتے ہیں۔ اس کا نام ضروری نہیں Astral Body ہی رکھا جائے۔ جہاں تک Out of Body experience کا تعلق ہے اس میں انہوں نے مختلف خندقیں کھودیں اور مختلف خندقوں کے مختلف کونوں پر بعض ایسے تجربات کئے جس سے اس روح کا تعلق ثابت ہو سکتا تھا اور اس میں سائنس دان بھی شامل تھے۔ اور جو تجربے کئے گئے ان کو ایک تھرڈ پارٹی نے الگ لکھ کر محفوظ رکھا جس کا نہ تجربہ کرنے والوں سے کوئی تعلق تھا نہ جن پر تجربہ ہو رہا تھا ان سے تعلق تھا تاکہ دونوں کا علم اس پر کوئی اثر انداز نہ ہو۔ یہ مقصد تھا۔ ان میں سے ایک تجربہ یہ تھا کہ ایک شخص کے ساتھ اس کا کتا بہت ہلایا گیا تھا، اتنا کہ ایک دوسرے کے ساتھ بہت گہرا تعلق قائم ہو گیا تھا۔ تجربہ کرنے والی جو تھرڈ پارٹی تھی انہوں نے اس شخص کو صرف یہ پیغام دیا، اس کو بتایا نہیں گیا کہ کیا ہے۔ کتا ہے یا کیا چیز ہے، صرف یہ بتایا کہ تم اپنے آپ کو سوچو کہ ایک خندق کے فلاں کونے پر ہو اور اس تصور میں اپنے آپ کو کھو دو۔ تو کتا جو ایک اور کونے پر بٹھایا گیا تھا اس میں تھوڑی سی حرکت پیدا ہوئی اور اس نے چوں چاں کی۔ اس کے بعد وہ اٹھا ہے پہلے ایک کونے میں گیا وہاں اس کو چین نہیں آیا پھر وہ دوسرے کونے میں گیا، پھر چین نہیں آیا، اس کونے پر آکر بیٹھ گیا جہاں تصور میں وہ شخص بٹھایا گیا تھا اور وہاں اس کو چین مل گیا۔ یہ تجربہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ کیا گیا۔ بعض دفعہ Miss بھی ہوا لیکن جتنی دفعہ کامیاب ہوا اس کو انہوں نے Law of Large Numbers کی رو سے پرکھ کر دیکھا تو قطعی طور پر یہ ثابت ہوا کہ یہ اتفاقی حادثات نہیں ہیں۔ اتفاقی حادثات کے نتیجہ میں اگر ہزار میں سے ایک دفعہ یہ واقعہ ہونا چاہئے تو مختلف آدمیوں پر جب تجربے ہوئے تو سو میں سے ۳۰ یا ۴۰ دفعہ ایسا واقعہ ہوا۔ تو اس لئے یہ تو قطعی طور پر ثابت ہو گیا اور سائنس دانوں نے اس کو مانیٹر کیا ہے۔

پس یہ مراد نہیں ہے کہ روح جسم کو چھوڑ کر کہیں نکل جاتی ہے۔ یہ مراد ہو سکتی ہے کہ روح کی حسیات کا جو دائرہ ہے وہ جسم کے دائرہ سے وسیع تر ہے۔ اور اپنے جسم سے تعلق قائم رکھنے کے باوجود اس کی رسائی کا دائرہ وسیع ہے۔ جیسا کہ سائنس دان اب تک جو بیان کر چکے ہیں اگر یہ درست ہے اور میں Fiction کی باتیں نہیں کر رہا۔ ٹیلی ویژن کے قصوں میں تو بہت سی کہانیاں آجاتی ہیں۔ میں وہ واقعات بیان کر رہا ہوں جن پر میں نے وہاں پروفیسروں کے ساتھ گفتگو بھی کی ہے۔ ان سے اس مسئلہ کی چھان بین کی اور جرح بھی کی ہے تو ان کو میں نے اس معاملہ میں منصف پایا ہے۔ وہ بالکل سچائی پر قائم رہ کر تجربے کر رہے ہیں۔ وہاں یونیورسٹی کا جو ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ تھا اس کے ساتھ بیٹھ کر میری مجلس بھی ہوئی تھی۔ جس میں ان کے اور طلبہ بھی موجود تھے۔ اس لئے میں اپنے ذاتی تجربے کی رو سے بتا رہا ہوں کہ ان میں میں نے کوئی کجی اور کوئی دھوکہ بازی کی آمیزش نہیں دیکھی اور وہ بہت ہی احتیاط کے ساتھ عالمی گواہوں کی موجودگی میں تجربے کرتے ہیں۔ پس یہ تجربے بتا رہے ہیں کہ موت کے بعد کے جو واقعات ہیں ان کا تعلق اسی روحی صفت سے ہے جس نے جسم کو چھوڑا نہیں تھا بلکہ اس کا ظاہری شعور جب تقریباً ختم ہوا ہے تو روح کا اندرونی شعور بیدار ہو کر زیادہ وسعت اختیار کر گیا ہے اور Crisis بحران کے وقت یہ زیادہ ممکن ہے۔

فوت شدہ لوگوں کی روحوں کا دنیا سے تعلق

اس ضمن میں ایک اور سوال بھی کیا گیا اور وہ یہ تھا کہ بعض لوگ بڑے Convincingly بات کرتے ہیں کہ ان کا کوئی عزیز جو فوت ہو چکا ہے اس سے ان کا تعلق پیدا ہوا، اس نے کوئی بات بتائی ہے۔ ٹی وی پروگرام میں ایک شخص بتا رہا تھا کہ ان کی والدہ فوت ہو گئی تو کفن کا انتخاب کرنے کے لئے گئے تو دوکاندار ان کو چھوٹے چھوٹے ماڈل دکھا رہا تھا تو ان کی والدہ نے ان کے کان میں کہا کہ پیچھے چھوڑ آئے ہو وہ منگواؤ تو وہ آیا تو انہوں نے کہا یہ مجھے پسند ہے۔ اسی طرح کے بہت سارے واقعات سننے میں آتے ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ جو واقعات ہیں ان کی توجیہات کچھ اور بھی ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اگر والدہ اتنی خود غرض ہے کہ صرف اپنے کفن کی پسند ہی بتاتی ہے حالانکہ وہ اور باتیں بھی بتا سکتی ہے۔ تو روز مرہ زندگی میں اس کی کایا کیوں نہیں پلٹی۔ اس نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ فلاں نمبر کا ٹکٹ خریدو تو انعام نکلے گا اور تم کروڑپتی بن جاؤ گے۔ وہ ایسی تمام باتیں جن کو دوسرا دیکھنے والا معلوم کر کے اس کی صحت یا غلطی کا اندازہ لگا سکتا ہو وہ ان تمام کہانیوں سے الگ رہتی ہیں۔ ان میں وہ محدود باتیں بیان ہوتی ہیں جو اس شخص کے ذاتی تجربوں کے ایک محدود دائرہ سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی کئی توجیہات ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس شخص کو اپنے دل میں تصور ہو گا کہ میری والدہ کو کیا پسند ہے اور وہ تصور آواز کی شکل میں اس کے کانوں میں آیا جس طرح Illusion ہوتا ہے اور واقعۃً وہ چیز مل گئی۔ اگر وہ نہ ملتی تو ایسے بے شمار واقعات بغیر ان کے گزر جاتے اور گزرے ہوں گے۔ یعنی یہ کس طرح پتہ چلا کہ ایسی آواز سننے والوں نے جب بھی سنی صحیح سنی تو اتفاق ایسا ہو سکتا ہے بعض نمونے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ آپ کہتے نہیں خود بھی بغیر ماں کی آواز سنے کہ یہ مجھے پسند نہیں اس سے ملتا آپ کے پاس ہے؟ باقی صفحہ ۱۳ پر

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Children and Ladieswear Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

(ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۲۱))

اے پس، (Apis) ایپوسائی نم، (Apocynum)
اور بعض دیگر ادویہ کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۴ جون ۱۹۹۴ء کو
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

[لندن] سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھی کی کلاس میں بعض ہومیو ادویہ کے خواص، علامات اور استعمال کے بارے میں بتایا۔

اے پس (Apis)

حضور انور نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی اس کے متعلق بتایا تھا۔ فرمایا کہ اس کے بارے میں بعض اور باتیں بھی ضروری ہیں۔ یہ Menangitis میں بہت مفید ہے۔ بروقت مل جائے تو مریض مرگی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ عورتوں کو خیال چاہئے کہ حمل کے آخری دنوں میں تشنج بعض اوقات ایسا سخت ہوتا ہے کہ رحم سکڑ جاتا ہے اور بچہ پیٹ میں مر بھی جاتا ہے۔ ایسے خطرے میں ایپس پیش نظر رکھیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ گرمی سے کسی کو تشنج کی تکلیف بڑھتی ہے یا سردی سے۔ بعض اوقات ایسے مواقع پر بچے کو گرم پانی سے غسل دیا تو بچے کی چیخیں نکل گئیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے میگ فاس (Mag. Phos) چاہئے۔ اگر گرمی سے تکلیف بڑھے تو اے پس نہیں بلکہ بیلاڈونا اور ایکونائٹ ۱۰۰۰ چند منٹ کے وقفے سے دیں۔ اس سے گردے کی درد کو آرام آتا ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈ سے تکلیف بڑھے تو میگ فاس بہترین ہے۔ وضع حمل کے وقت بھی پلسٹیلا ۳۰ (Pulsatilla) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مفید ہے۔ پیدائش کے بعد اگر کچھ گند اندر رہ جائے تو اس کی بھی صفائی کر دیتی ہے۔ لیکن اگر عمومی طور پر دردیں ٹھیک ہوں تو تکلیف کم کرنے کے لئے میگ فاس ۶ × اور اس کے ساتھ کالی فاس ۶ × ملا لیں۔ ان کو نصف پیالی نیم گرم پانی میں چند ٹکیاں حل کر کے گھونٹ گھونٹ پلائیں تو اس سے اتنا سکون محسوس ہوتا ہے جیسے انستھیزیا (بیہوشی کی دوا) دے دی ہو۔

ایپوسائی نم ٹھنڈے مزاج کی دوا ہے اور اے پس گرم مزاج کی دوا ہے۔ بچہ اگر تشنج کی حالت میں ہے پیدائش کے بعد، تو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ گرمی برداشت کرتا ہے یا نہیں اس پر کپڑا ڈالیں۔ اگر ٹانگیں مار کر کپڑا ہٹا دے یا کپڑے سے بے چینی محسوس کرے، یعنی گرمی سے بے چینی ہو تو اسے اے پس (Apis) کی بجائے ایپوسائی نم (Apocynum) دیں۔

اے پس اور ایپوسائی نم کی قدر مشترک تو لازمی رہے گی کہ دونوں میں ورمیں ہونگی۔ علامت ورم ہے بہت سخت ورم نہیں۔ نرمی ہے۔ دبائیں تو جسم آہستہ آہستہ اوپر اٹھتا ہے۔ ورم ہو، تشنج گرمی سے بڑھے تو اے پس Apis Mellifica) اور سردی سے بڑھے تو ایپوسائی نم (Apocynum) مفید ہے۔ آنکھوں کے نیچے ورم ہو تو اے پس مفید ہے اور اس کا تعلق عموماً گردے سے ہوتا ہے۔ اگر اس کی علامت گرمی سے بڑھے، روشنی سے بڑھے، سفید رنگ سے بڑھے تو یہ اے پس کا مریض ہے۔

اس کی بعض علامتیں دائیں طرف بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر مریض بری خبر سنے یا حسد جلن کا اظہار کرے تو دائیں طرف فالج ہوتا ہے۔ لائیکوپوڈیم (Lycopodium) میں بھی دائیں طرف سے شروع ہو کر مرض بائیں طرف جاتا ہے۔ گلا بھی خراب ہو تو پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف جاتا ہے۔ اے پس میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ آنکھوں میں تکلیف پہلے دائیں آنکھ سے شروع ہو کر پھر بائیں آنکھ میں جاتی ہے۔ اے پس کے گلے کی خرابی میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے لیکن اے پس میں گرم پانی کے غرارے سے تکلیف بڑھتی ہے اور ٹھنڈ سے آرام آتا ہے۔ ایسے موقع پر اے پس دیں۔ لیکن لیکیسز Lachesis میں تکلیف پہلے بائیں ہوتی ہے پھر دائیں آتی ہے۔ بعض دواؤں میں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں تکلیف آتی ہے۔ یہ ہے پلسٹیلا۔ ایک اور دوا ہے Lac Caninum اس میں مرض دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں بہت اچھلتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اے پس میں پیٹ میں ہوا بہت ہوتی ہے۔ جب بھی پیٹ میں ہوا زیادہ ہو تو بائیں طرف گچھا سا پڑتا ہے یہ ہوا ہوتی ہے۔ اگر ایسا مریض گرمی سے بے چینی محسوس کرے تو اے پس دیں۔ اے پس میں فوری اثر نسبتاً کم ہوتا ہے۔ یہ نیم درمیانی اثر کی دوا ہے۔ گردے کی تکلیفوں میں صحت کے لئے یہ کافی وقت لیتی ہے اور ہفتہ دس دن سے پہلے اثر نہیں ہوتا۔ انتڑیوں میں اس کا فوری اثر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں ہوتا ہے۔ دماغ کے ورموں میں بھی فوری اثر کرتی ہے۔ دماغی عارضے کے علاج میں اگر سر بڑھ رہا ہو تو چیخیں بند کرا دیتی ہے۔ اس کے فوری بعد سلیشیا (Silicea) دیں۔ لیکن اگر سلیشیا فائدہ نہ دے اور علامات اے پس کی ہوں تو سلفر اس کے بعد دیں۔ یہ اثر کو لمبا کرتی ہے۔ لیکن ایپوسائی نم کے بعد کلکیریا کارب Calc. Carb - یہ سلیشیا کے بعد نمبر ۲ ہے ہائیڈروکیفلس میں۔ حضور نے فرمایا کہ بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ایپس خود بھی بعض دفعہ ہائیڈروکیفلس کا علاج بن جاتی ہے۔ لیکن ایپوسائی نم کا تو مجھے پتہ ہے کہ اچھا اثر کرتی ہے اور بعض دفعہ خود بھی علاج بن جاتی ہے۔ لیکن ان دونوں کے فائدہ مند ہونے کا کیا نشان ہے۔ یہ اہم سوال ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سلیشیا کے تعلق میں میں نے بتایا تھا کہ کان، آنکھوں یا ناک سے نمایاں پانی نکلے۔ بعض دفعہ شراٹے مارتا ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ مرض ٹھیک ہو رہا ہے۔ لیکن ایپس اور ایپوسائنم، ان میں ایپوسائنم کے متعلق تو یہ بات پکی ہے کہ یہ دماغ کا پانی پیشاب کے ذریعے نکالتی ہے۔ اگر کھل کر پیشاب آنا شروع ہو جائے تو مطلب ہے کہ دوا کام کر رہی ہے۔ اے پس بھی یہ کام کرتی ہے۔ مگر اے پس کا گردے پر اثر آہستہ ظاہر ہوتا ہے اور پھر یاد رکھیں کہ گرمی اور سردی کی پہچان سے آپ ایک دوسرے سے ممتاز کر سکتے ہیں۔ ایپس میں پیٹ کی ہوا کے ساتھ انتڑیوں میں عموماً دکھن کا احساس ہوتا ہے۔ اگر انتڑیوں میں انفلیمیشن ہو اور پانی والے اسہال جلد جلد آ رہے ہوں تو ایپس بعض دفعہ اگر وقتی Infla-mation ہو تو جلد اثر کرتی ہے۔ لیکن عموماً اگر انتڑیوں کی تکلیف Semi Chronic ہو، ہوا بہت ہو۔ کھلے پانی کے اسہال نہ ہوں۔ بڑی بے چینی رہے اور بائیں طرف تشنج کا احساس رہے تو اس میں اے پس اثر دکھاتی ہے اور رفتہ رفتہ آرام آ جاتا ہے۔ عام اصول یہ ہے کہ جہاں علامتیں لمبی ہوں وہاں علاج بھی لمبا ہوگا۔ جو بیماریاں آہستہ آہستہ بنتی ہیں وہ دور بھی آہستہ ہوتی ہیں۔ ان کو آناً فاناً دور کرنا ایک غیر حقیقی بات ہے۔

بھڑ کے کاٹے کے علاج کا چٹکلہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھڑ کے کاٹے کے علاج کا چٹکلہ والا نسخہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ آم کا بور ہاتھوں میں مل کر چہرے وغیرہ پر ملیں۔ یہ اثر کبھی دھل کر صاف نہیں ہوتا۔ بھڑ کے کاٹے کی جگہ پر ایسا ہاتھ لگا دیں تو بھی اثر ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث" فرمایا کرتے تھے کہ میں بھڑ کے کاٹے کا علاج کر سکتا ہوں۔ جس کو علاج چاہئے میں اس کی متاثرہ جگہ پر انگلی رکھوں گا اور خدا کے فضل سے آرام آ جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ روحانی نظام ہے (مذہبی معنوں میں نہیں) بلکہ روح کو حیرت انگیز صلاحیتیں حاصل ہیں جس کی کنہہ کو بھی ہم نہیں پہنچ سکتے۔

حضور نے فرمایا آموں کے بور کا اثر اس لئے نہیں دھلتا کہ ایک بار وہ اثر روح کی یادداشت میں منتقل ہو چکا ہے۔

ایپس کا ذکر دوبارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ایپس کی انتڑیوں میں کھردرا سا تکلیف کا احساس ہے، بے چینی ہے۔ اس میں انتڑیوں میں مستقل خراش رہتی ہے۔ اور جب وہ بڑھے تو بہت پانی والے اسہال میں تبدیل ہوتی ہے۔ اور جب وہ نہ ہو تو میلان قبض کی طرف ہوتا ہے۔ قبض یا پیٹ کی دکھن میں عمومی خشکی پائی جاتی ہے۔ پھر ایک دم تیزی سے پانی کے اسہال آتے ہیں۔ دن میں کئی کئی اسہال ہوتے ہیں۔ ایپوسائی نم میں بھی یہی بات ہے۔ ایپوسائی نم کے اسہال بند ہوں تو اس سے جوڑوں کی دردیں ہو جاتی ہیں۔ یا بعض اوقات دماغ کی طرف اثر منتقل ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بچوں کے بستر میں پیشاب میں عموماً ایکوزیٹم (Equisetum) کو چوٹی کی دوا سمجھا جاتا ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ اس سے بہت کم فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے بدلے میں نیٹرم میور (Natrum Mur) اور کالی فاس (Kali Phos) دیتا تھا۔ ایپوسائی نم ۳۰ کو بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے اچھی دوا ہے مگر میں نے استعمال نہیں کی۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا ایک ٹوٹکا میں نے خود ایجاد کیا ہے۔ میرا تاثر ہے کہ اکثر بچہ جب سیدھا لیٹا ہو تو اس کی نیند گہری ہو جاتی ہے۔ جس سے بستر پر پیشاب کا امکان ہے۔ اس کو گہری نیند سے بچانے کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ اس کی کمر میں ازار بند میں گانٹھ دے دی جائے۔ تاکہ جب سیدھا لیٹے تو گانٹھ کے چبھنے کی وجہ سے سیدھا نہ لیٹے اور کروٹ کے بل لیٹے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور بچوں کا بستر میں پیشاب ختم ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ریوڑیاں کھلانے اور تلوں سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

عورتوں میں جریان خون کی علامتوں میں بعض اور دوائیں ہیں جو خاص طور پر یاد رکھنی چاہئیں ایک تو فاسفورس ہے جب کہ خون سرخ ہو اور سیاہ نہ ہو۔ امونیم کارب جب خون سیاہ ہو۔ ایپس میں سرخ خون ضروری نہیں ہے۔ اپی کاک (Ipecac) اور لیکسز (Lachesis) کا بھی خون کے جریان سے تعلق ہے۔ لیکسز میں خون سیاہی کی طرف مائل ہوگا اور فاسفورس اور اپی کاک دونوں سرخ خون کے لئے۔ میلی فولیم (Melifolium 30) اور فاسفورس ۳۰ ملا کر اگر ایسے جریان کے لئے جو فوری ہو دیا جائے تو اللہ کے فضل سے اس سے بہت حیرت انگیز فائدہ ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کیپٹن سعید صاحب دارالصدر میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ آدھی رات کو ۲ بجے اطلاع آئی کہ کیپٹن صاحب کی حالت بہت خراب ہے - میں وہاں گیا تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے ایک نہیں کئی بکرے ذبح کئے گئے ہیں۔ سارا فرش خون سے پھسلواں ہو رہا تھا دو تین چادریں گھر والے بدل چکے تھے۔ رنگ سفید پڑ گیا تھا۔ مونہہ سے بھی خون جاری تھا۔ میں نے خون والے مونہہ میں ہی فاسفورس اور میلی فولیم ملا کر ڈالیں۔ پانچ دس منٹ کے اندر خون آنا بند ہو گیا۔ میں وہاں کچھ دیر بیٹھا حتیٰ کہ وہ آرام سے سو گئے۔ دوسرے دن ٹھیک ٹھاک ہو گئے اور پھر کبھی خون نہ آیا۔ میرا خیال تھا کہ یہ عارضی اثر کی دوا ہے مگر پتہ چلا کہ یہ مستقل علاج کی دوا ہے۔

حضور نے بتایا کہ فاسفورس کا گہرا تعلق ہڈیوں سے ہے۔ ہڈیوں کے کینسر کے مریض کا علاج میں نے فاسفورس ۳۰ سے کیا تو مریض ٹھیک ہو گیا۔ ہڈیوں کے کینسر میں لازماً وزن کم ہو جانا شروع ہو جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ بعض کیسز میں جسم میں پانی جمع ہو رہا ہوتا ہے۔ اس وقت وزن کم نہیں ہوتا۔ ایسے ایک مریض کو میں نے فاسفورس ۳۰ دی اور اسے کہا کہ ایک ماہ کے بعد آ کر رپورٹ کرے۔ اگر وزن گرنا بند نہ ہو تو آ کر بتائے ورنہ ایک ماہ بعد آئے۔ ایک ماہ کے بعد اس نے آ کر بتایا کہ میرا وزن گرنا بند ہو گیا ہے۔ اور بھوک پیاس لگ رہی ہے۔ باقی صفحہ نمبر 9 پر

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAEUCTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

کمپیوٹر کی قوت شامہ یا الیکٹرانک ناک

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں کو بے شمار قوتوں سے نوازا ہے جس میں سے ایک قوت شامہ یعنی سونگھنے کی حس ہے۔ انسان اس حس کو پھولوں کی خوشبو کے لئے استعمال کرتا ہے۔ عمدہ کھانے کی خوشبو ہی منہ میں پانی لے آتی ہے۔ جانور اس حس کو خاص طور پر اپنے دفاع کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ سائنس دان ابھی خوشبو کو برقی لہروں کی مدد سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکے اس لئے ابھی تو صرف خوبصورت پھولوں کی تصاویر ہی ٹیلی ویژن کے ذریعہ دیکھی جا سکتی ہیں لیکن ان کی خوشبو نہیں سونگھی جا سکتی۔ شاید کبھی وہ وقت آ جائے جب ایسا ہونا ممکن ہو سکے گا۔ تاہم ایک ہندوستانی نژاد سائنس دان کرشنا پرشاد نے ایک ایسا پرزہ (Microprocessor Chip) ایجاد کر لیا ہے۔ جو مختلف قسم کی خوشبوؤں کو "سونگھ" سکتا ہے۔ انہوں نے ایک ایسا آلہ بنانے کا کام شروع کر دیا ہے جو کسی چیز کو سونگھ کر نہ صرف اس کی خوشبو یا بدبو کے بارے میں بتا سکے گا بلکہ اگر کوئی چیز باسی ہو گئی ہو تو اس کے بارے میں معلومات دے سکے گا۔ گویا ہم اس کو الیکٹرانک ناک کہہ سکتے ہیں۔

ان کی توجہ اس ریسرچ کی طرف اس وقت مبذول ہوئی جب انہوں نے ایک مضمون میں امریکہ کے انتہائی خفیہ طیارہ Steller جس نے عراق کی جنگ میں بڑی تباہی مچائی، کے بارہ میں ایک مضمون پڑھا۔ اس جہاز کی ساخت اس طرح سے بنائی گئی ہے کہ ریڈار سے بھیجی گئی برقی لہریں اس سے ٹکرا کر واپس نہیں آتیں۔ چنانچہ یہ طیارہ عام طور پر شناخت نہیں کیا جا سکتا۔ اس جہاز پر ایک خاص قسم کا پینٹ (Polymer) بھی کیا جاتا ہے جو لہروں کو جذب کرنے کے کام آتا ہے لیکن جب یہ جہاز ایک خاص بلندی تک پہنچا تو اس نے ریڈار کی شعاعوں کو واپس بھیجنا شروع کر دیا گویا Polymer کی خصوصیات میں تبدیلی ہو گئی۔

ڈاکٹر پرشاد نے اس پینٹ پر کئی سال تحقیق کی اور وہ یہ نتیجہ نکالنے میں کامیاب ہوئے کہ اس Polymer کی خصوصیات خوشبو یا بدبو سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔ مختلف قسم کی خوشبو ہمیشہ ایک مخصوص اثر پیدا کرتی ہے۔ ڈاکٹر پرشاد نے ان مخصوص اثرات کو بجلی کے سگنل میں تبدیل کیا اور پھر Microprocessor (ایک خاص پرزہ جو کمپیوٹر کا دماغ ہے) کی مدد سے اس خوشبو کو شناخت کیا۔ انہوں نے ہزاروں اقسام کی چیزوں کی خوشبوؤں اور بدبوؤں کو کمپیوٹر کے دماغ میں محفوظ کر لیا۔ اب جونہی یہ کمپیوٹر کسی خوشبو کو "سونگھتا" ہے تو بجلی کی ان لہروں کا اپنے دماغ میں محفوظ کی گئی لہوں سے موازنہ کرتا ہے۔ اور چند سیکنڈ کے اندر صحیح خوشبو کے بارے میں معلومات دے سکتا ہے۔ اس الیکٹرانک ناک کو صنعت و حرفت کے مختلف شعبوں میں استعمال کیا جائے گا۔

—○ ○—

آنکھوں کی پتلیوں سے شناخت

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں بعض ایسی چیزیں رکھی ہیں جو اسے ہر دوسرے انسان سے منفرد اور ممتاز کرتی ہیں۔ مثلاً دنیا میں اس وقت تقریباً ۱۰ ارب انسان بستے ہیں لیکن ہر شخص کے خدوخال دوسرے سے مختلف ہیں۔ پھر ہاتھوں کی انگلیوں کے نشانات کو ہی لے لیں۔ ہر شخص کی انگلیوں کے نشانات دوسرے سے مختلف ہیں اس لئے ان پڑھ لوگوں کے دستخطوں کی بجائے انگوٹھے کے نشان کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ بعض ممالک میں شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں بھی ایسے نشان لگائے جاتے ہیں۔ پولیس والے تو انہیں مجرموں کو پکڑنے میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر جان ڈاگ مین (Dr. John Daugman) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی آنکھ کی پتلی (Iris) کو بالکل منفرد انداز میں بنایا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ پتلی میں جتنی تبدیلیوں کے امکان ہیں۔ حسابی انداز میں یہ رقم تک ہے۔ یعنی ایک لکھنے کے بعد اگر تیس صفریں لگائی جائیں تو جتنی بڑی یہ رقم ہے اتنی زیادہ پتلیوں میں انفرادیت ہے۔ یہ رقم اتنی بڑی ہے کہ اسے عام حساب کتاب میں سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ گویا اس بات کا امکان ہی نہیں کہ دو اشخاص کی پتلیاں بالکل ایک جیسی ہوں۔ ڈاکٹر جان نے ایک کمپیوٹر بنایا جس کے ساتھ ایک ویڈیو کیمرہ لگایا ہے۔ ڈاکٹر جان نے اس کیمرے سے ہزاروں افراد کی پتلیوں کے بارے میں معلومات کمپیوٹر کے اندر محفوظ کی ہیں۔ اب اگر ایسا شخص جس کی پتلیوں کی معلومات کمپیوٹر کے اندر محفوظ کی جا چکی ہیں۔ اس کیمرے کے آگے کھڑا ہو تو کیمرہ پتلی کی تصویر لینے کے بعد کمپیوٹر کو یہ معلومات دے گا۔ کمپیوٹر چند سیکنڈ میں ان معلومات کا اپنے دماغ میں محفوظ کی گئی معلومات Database سے موازنہ کرے گا۔ اگر تو دونوں معلومات بالکل سو فیصد ایک جیسی ہوں تو کمپیوٹر بول کر متعلقہ شخص کا نام بتا دے گا۔

چونکہ یہ طریقہ مکمل طور پر فول پروف (Fool - Proof) ہے۔ اس لئے دنیا کی مختلف خفیہ ایجنسیاں جیسے سی آئی اے (C.I.A) اور محکمہ پولیس اس میں بڑی دلچسپی لے رہی ہیں۔ چونکہ معلومات کمپیوٹر پر محفوظ کی جائیں گی اس لئے معلومات کا ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھجوانا بھی بہت آسان ہوگا۔ بین الاقوامی پولیس (Interpole) اسے مجرموں کی شناخت اور گرفتاری میں بآسانی استعمال کر سکے گی۔

اس کا ایک اور دلچسپ استعمال کریڈٹ کارڈ (Credit Card) میں ہوگا۔ مغربی دنیا میں بالخصوص ان کارڈوں کا استعمال عام ہے اس لئے اسے (Plastic Money) بھی کہتے ہیں۔ یہ کھربوں پاؤنڈز کا کاروبار ہے جس میں بجائے آپ نقد رقم دینے کے پلاسٹک کا کارڈ دوکاندار کے حوالے کرتے ہیں جو اپنے کمپیوٹر (Till) کے ذریعے آپ کے اکاؤنٹ میں سے براہ راست رقم لے لیتا ہے۔ بدقسمتی سے بعض چور دوسروں کے کریڈٹ کارڈ چرا لیتے ہیں اور ان پر قیمتی اشیاء خرید لیتے ہیں۔ صرف انگلستان میں ہی اس طریق پر کروڑوں پاؤنڈ سالانہ کا فراڈ ہوتا ہے۔

مستقبل میں بینک جس شخص کو یہ کارڈ جاری کرے گا اس کی پتلیوں کی ایک تصویر ایک بہت بڑے کمپیوٹر میں محفوظ کی جائے گی۔ جب یہ شخص کسی جگہ بھی اس کارڈ کو استعمال کرنا چاہے گا تو ایک خود کار کیمرہ اس کی پتلی کی تصویر بھی ساتھ ہی لے گا۔ پھر کمپیوٹر سے موازنہ کرنے کے بعد چند سیکنڈ میں دوکاندار کو بتا دے گا کہ خریدار کے پاس اپنا کارڈ ہے یا اس نے کارڈ چرایا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ طریقہ استعمال کرنے سے کروڑوں پاؤنڈ کا فراڈ روکا جا سکے گا۔

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

خوراک میں آیوڈین کی کمی

[بنگلہ دیش] بنگلہ دیش کی حکومت اپنے ملک کے لوگوں کی صحت برقرار رکھنے کے لئے جو اقدامات کر رہی ہے اس میں خوراک کے اندر آیوڈین کی کمی کو دور کرنا بھی شامل ہے کیونکہ آیوڈین کی کمی کی وجہ سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ بنگلہ دیش کی وزیراعظم خالدہ ضیاء نے ملک کے اندر آیوڈین سے پاک نمکیات کی درآمد پر پابندی لگا دی ہے جبکہ ملک کے اندر تیار ہونے والے نمک کے اندر آیوڈین شامل کرنے کے لئے حکومت ان کارخانوں کو مفت مشینری مہیا کر رہی ہے۔ حکومتی حلقوں کا کہنا ہے کہ اس سال کے آخر تک آیوڈین ملا نمک ملک میں ہر جگہ بآسانی دستیاب ہونا شروع ہو جائے گا۔

ایک عالمی سروے کے مطابق دنیا بھر میں ۱٫۶ بلین لوگ آیوڈین کی کمی کی وجہ سے مختلف عوارض کا شکار ہیں۔ اس کا ۵۷ فیصد جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا میں رہتا ہے اور بنگلہ دیش میں بھی آیوڈین کی کمی کی وجہ سے لوگ کثرت سے بیماریوں کا شکار ہیں۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ بنگلہ دیش میں مردوں کی نسبت عورتوں کی دگنی تعداد آیوڈین کی کمی کا شکار ہے۔

—○ ○—

نئے بدھ کی رسم تاج پوشی

[تبت] تبت میں بدھ مت کے ایک قدیم معبد میں نئے "زندہ بدھ" کی رسم تاجپوشی ادا کی گئی۔ یہ اس معبد کی تاریخ میں چودھواں بدھ ہے۔ اس بدھ کی عمر صرف دو سال ہے اور وہ تبت کے کنگھالی (Qinghali) صوبہ کے ایک شکاری خاندان میں پیدا ہوا تھا۔ رسم تاجپوشی کے وقت تقریباً دس ہزار لاما اور بدھ مت کے دیگر پیرو کار شامل تھے۔ نئے "زندہ بدھ" نے مقدس تخت پر بیٹھتے وقت قدیم رسم کے مطابق زرد رنگ کا ریشمی لباس پہن رکھا تھا۔

اس Monastry کے انچارج بدھ رہنما نے بتایا کہ یہ بچہ اب اسی Monastry میں ہی رہائش پذیر ہوگا اور تیرھویں بدھ کی وصیت کے مطابق تبتی زبان اور بدھ ازم کے علاوہ چینی زبان، انگریزی اور نیچرل سائنس میں تعلیم حاصل کرے گا۔

تیرھویں بدھ کا انتقال ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کو ہوا تھا۔

ایک اندازے کے مطابق (Qinghali) صوبہ میں ۱٫۱ ملین بدھ مت کے پیرو کار ہیں۔

—○ ○—

نئے کیتھیڈرل کی تعمیر

[فرانس] فرانس میں ۱۹۰۵ء کے بعد (جب سٹیٹ اور چرچ میں علیحدگی ہوئی) پہلے کیتھیڈرل کی عمارت تیار ہوئی ہے جس کا گزشتہ ماہ افتتاح کیا گیا اور افتتاحی دعا میں ۱۵۰۰ کے لگ بھگ عیسائیوں نے شرکت کی۔ یہ چرچ جس کا نام Cathedral of Ressurection رکھا گیا ہے، پہلا ایسا چرچ ہے جس کی تعمیر میں حکومت فرانس نے کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ عوام کے چندوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر پر ۶۷ ملین فرینک (۸٫۹ ملین پونڈ) خرچ آیا ہے۔ یہ چرچ پیرس سے جنوب کی طرف تقریباً نصف گھنٹہ کار کی مسافت پر واقع ہے اور سرخ اینٹوں سے بنا ہوا ہے دور سے اس کی شکل مینار کی طرح گول ہے۔ اس کا ڈیزائن سوئٹزرلینڈ کے آرکیٹکٹ ماریو بوٹا (Mario Botta) نے تیار کیا ہے۔

—○ ○—

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

PLANET EARTH PRESENTS
■ FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
■ ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
■ Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems
Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC
CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

جستہ جستہ

مکرم محمود احمد صاحب ملک (اسلام آباد، یوکے) لکھتے ہیں:-

" ہر احمدی کو خلافت اور خلیفہ وقت کی ذات سے جو عشق کا تعلق ہے وہ کہیں اور دکھائی نہیں دیتا اور گو ایک احمدی بچے کی طرح مجھے یہ وراثت میں بھی ملا ہے لیکن زندگی میں بہت سے ایسے واقعات آئے ہیں جب دل میں یہ عشق عجیب کیفیت پیدا کر دیتا ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ اس خط کے ذریعہ ایسے بہت سے واقعات میں سے صرف ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

۱۹۸۷ء میں جب میں کمپیوٹر کے سلسلہ میں لاہور میں زیر تعلیم تھا اور تبلیغ کے میدان میں بھی خدمت کے مواقع تلاش کرتا تھا۔ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ "لاہوری جماعت" کے ان افراد کو بھی جو محض غلط فہمیوں کا شکار ہیں احمدیت کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرانا چاہئے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو تبرکات موجود ہیں انہیں بھی دیکھنے کی خواہش تھی ۔ یہ میرا "لاہوری جماعت" کے افراد سے پہلا اور آخری رابطہ تھا جو تین مہینے بعد اس منطقی نتیجہ پر پہنچ کر منقطع ہوا کہ ان میں سے اکثریت ہمارے خلفاء کرام سے محض ذاتی بغض و عناد رکھتے ہیں۔

لاہوری جماعت کے مرکز کی لائبریری کے انچارج ایک قاضی صاحب، جو ان دنوں وہاں امامت کے فرائض بھی انجام دے رہے تھے اور ایک لمبے عرصہ سے لاہوری جماعت میں شامل تھے اور نسبتاً معقول آدمی تھے، سےایک روز میں نے یہ اظہار کر دیا کہ میری تین ماہ کی کاوش کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے اکثر ساتھی محض تعصب اور بغض کے نتیجہ میں ہمارے خلفاء کرام کے بارہ میں بدزبانی کرتے ہیں جبکہ جانتے ہیں کہ ہماری جماعت آپ لوگوں کی ہر بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں ہی غلط ثابت کر چکی ہے اور جو بدزبانی آپ کے کچھ ساتھیوں نے کی ہے اس کا معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں اور اب تک میں صرف اس لئے آتا رہا کہ ہماری بحث علمی بنیادوں پر ہے لیکن آج میرے آقا کے بارے میں جو الفاظ آپ کے چند دوستوں نے آپ کے سامنے کہے ہیں میں اب آپ کے پاس بھی نہیں آؤں گا اور آخری بار آپ سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ کیا یہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہے جس کی طرف آپ مجھے بلانے کے لئے گھنٹوں بحث کیا کرتے تھے۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں نے تو ایک لفظ بھی آپ کے بزرگوں کے خلاف نہیں کہا اور یہ بھی کبھی نہیں کہا کہ آپ ہمارے ساتھ آ جائیں اور آپ نے ہمیں جو باتیں بھی بتائی ہیں وہ سب درست ہیں۔ میں نے کہا اس کا یہی مطلب ہوا کہ دل سے آپ بھی یہ جانتے ہیں کہ حقیقی احمدیت کا مرکز ربوہ میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ کا تعلق جس طرف اب ہے آئندہ بھی اسی طرف رہے۔ اصل میں تو احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام ہے جو ہم دونوں لیتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ میرا اندازہ ہے کہ آپ کا شمار لاہوری جماعت کے بزرگ علماء میں ہوتا ہے اور آپ یہاں پر امامت کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں اور پھر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ میں دراصل آپ کی نسبت احمدیت کی حقیقی تعلیم کے زیادہ قریب ہوں تو پھر آپ کیوں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہو جاتے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میری بہت سی مجبوریاں ہیں جو میں ہی جانتا ہوں۔ تیس سال سے یہاں ہوں۔ تب میں نے پوچھا کہ آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ آپ کی جماعت کے افراد سے کبھی بحث نہیں کروں گا کیونکہ آپ لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ملاؤں کی طرح حق قبول نہیں کرنا چاہتے لیکن مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ آپ کے نزدیک کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے یہ نصیحت کر رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے بڑے افسوس اور کرب کے ساتھ جس کا شدید اظہار ان کے چہرے سے عیاں تھا یہ کہا کہ " آپ کے پاس خلافت ہے اور ہم اس سے محروم ہیں "۔

قاضی صاحب کی بات سن کر خوشی سے میری جو حالت ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ کیونکہ یہی اصل نتیجہ تھا جس تک پہنچنے کے لئے گھنٹوں بحث ہوا کرتی تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے ان سے کہا آپ یقیناً درست فرما رہے ہیں لیکن براہ کرم یہ بھی بتا دیں کہ آپ خلافت کو کیوں مقدم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ:

" خلافت نے آپ کو جو جرات دی ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور باوجود ضیاء الحق کے آرڈیننس کے بھی آپ لوگوں نے اپنی تبلیغ اور دوسری سرگرمیوں میں کمی نہیں کی بلکہ آپ کے خلیفہ صاحب نے ہر مشکل وقت میں ایسا فیصلہ کیا ہے جس نے آپ کی جماعت کے بچے بچے کو ہر قسم کی مشکل کا جرات کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ہمت دی ہے ...."

اس کے بعد انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا کہ انہیں سابقہ فسادات کے دنوں میں راولپنڈی کی احمدیہ مسجد کے قریب کہیں جانا تھا لیکن وہ قریب پہنچ کر کوشش کے باوجود مسجد تلاش نہ کر سکے۔ کسی دوسرے شخص سے اس لئے نہیں پوچھا کہ وہ احمدی سمجھ کر پٹائی نہ کر دے۔ تب انہوں نے ایک دس سالہ بچے کو اکیلا دیکھ کر پوچھا کہ " بیٹے یہاں مرزائیوں کی مسجد کہاں ہے؟ " اس پر بچے نے پوچھا " کیا آپ احمدی ہیں؟ " انہوں نے سوچا کہ ہوں تو احمدی ہی لیکن کہیں یہ بچہ شور نہ کر دے اور پکڑا جاؤں اور اس لئے جھوٹ بولا اور کہا " نہیں " ۔ تب اس بچے نے کہا " میں احمدی ہوں، آیئے میں آپ کو اپنی مسجد میں لے جاتا ہوں " اور وہ بچہ انہیں ساتھ لئے مسجد کی طرف چلا اور دور سے ہی مسجد کی نشان دہی کرنے لگا تب انہوں نے اسے کہا کہ تم اب واپس جاؤ آگے میں خود ہی چلا جاؤں گا۔ قاضی صاحب یہ کہہ کر بہت دکھ سے کہنے لگے کہ " اس بچے کی جرات آج آپ کی ساری جماعت میں نظر آتی ہے اور ہم اس سے محروم ہیں۔ اس لئے میں دل سے آپ کو کہتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں " ۔ چنانچہ میں نے انہیں بتایا کہ خدا کے فضل سے میں نہ صرف خلافت احمدیہ کا ادنیٰ غلام ہوں بلکہ واقف زندگی بھی ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک " ۔

بقیہ سوال و جواب

تو دوکاندار دوڑا دوڑا جاتا ہے اور کہتا ہے ہاں یہ تو نہیں آپ کی مراد؟ تو آپ کہتے ہیں ہاں یہی ہے۔ پس ایسے واقعات روزمرہ ہوتے رہتے ہیں تو ہو سکتا ہے اسی قسم کا یہ واقعہ ہوا ہو۔ سائل نے عرض کیا تو گویا یہ ناممکن ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اگر اس طرح ان کی والدہ محترمہ بار بار تشریف لا سکتی ہیں اور اپنی دلچسپی میں اتنی چھوٹی سی بات میں اتنا انہماک ہے کہ دکاندار کی ساری دوکان چھان ماری تو وہ جو بیٹے کی زندگی سے تعلق رکھنے والے اہم واقعات ہیں ان میں کیوں خاموش ہے۔ فرضی باتیں ہیں اور سیانس کے ذریعے یہ لوگ جب بلاتے ہیں تو جھوٹے نکلتے ہیں۔ ہر دفعہ جھوٹے نکلتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جن کے دل کی تمنا ہوتی ہے کہ ہم ان کو سچا سمجھیں۔ وہ ان تجربوں میں صرف وہی باتیں پھر بیان کرتے ہیں جو اتفاق سے ایسے لوگ اس لئے دکھانے میں کامیاب ہوتے ہیں کہ روزمرہ ان کا تجربہ ہوتا ہے اور ان کو اس کی مہارت ہوتی ہے۔

ہمارے ایک نجومی ہوا کرتے تھے وہ جب احمدی ہو گئے تو انہوں نے نجوم چھوڑ دیا تھا مگر وہ اندر کے قصے سنایا کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم بعض لوگوں کو جو اعتقادات کے لحاظ سے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ کچھ ہو اور ہمیں مانیں، ان کو بعض ظاہری شواہد فوراً پیش کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہتے ہیں کہ تمہارے پیچھے تل ہے اور وہ اکثر کو ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جو جگہ انہوں نے بتائی تھی وہاں اکثر اس دائرہ کے اندر کہیں نہ کہیں تل ہوتا ہے۔ تو وہ کہتے تھے کہ تل نکل آتا ہے ورنہ ہم نے جو پنسل پکڑی ہوتی ہے جس سے وہ تل دکھاتے ہیں وہ نشان ڈالنے والی پنسل ہوتی ہے اس سے تل کا نشان پڑتا ہے تو وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ یہ دیکھو تل ہے تو وہ جب پنسل کو اٹھاتے ہیں تو لوگ جب دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہاں ہاں تل نکل آیا۔ اور اگر وہ پہلے سے موجود ہو تو پنسل سے نشان دہی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پس مختلف لوگوں نے یہ Tricks بنائے ہوئے ہیں اور ان تجارب کی روشنی میں کئی لوگ یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اس کے ماں باپ سے کس قسم کا تعلق ہوگا۔ یہ عورت کیا چاہتی ہے۔ اکثر عورتوں کو ہی شواہد ملتے ہیں اور کیا اس کی شدید تمنا ہے میں یہ پتہ کروں۔ تو جو آنے والی روح ہے اس کی آواز اپنی مرضی سے بتاتے ہیں۔ لیکن اگر ایسی بات پوچھی جائے جس کا روح بلانے والے کو خود علم نہ ہو تو وہ Complete Blank ہوتا ہے۔ اس میں کوئی سوال ہی نہیں کہ وہ صحیح بات بتا سکے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ۱۹۲۴ء میں لندن مسجد کی بنیاد کے سلسلہ میں لندن تشریف لائے تو آپ نے سیانس کا پتہ کروایا کہ جو سیانس والے لوگ ہیں ان میں چوٹی کا کون ہے۔ وہ اپنے آپ کو Sophist بھی کہلاتے تھے اور سیانس والے بھی کہلاتے تھے۔ ایک عورت کی بہت شہرت تھی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس سے ملاقات کا وقت مقرر کروایا اور فرمایا کہ میں خود دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا کہتی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ سنا ہے تم پرانی روحوں کو بلا لیتی ہو اور اگر کسی کو ملنے کو خواہش ہو تو وہ روحیں دنیا میں آتی رہتی ہیں۔ اس نے کہا ہاں ہاں آپ نام لیں میں بتا دیتی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا مجھے تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی خواہش ہے۔ اگر ان کی روح آ جائے تو مجھے اور کیا چاہئے۔ تو تم اپنا عمل کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ آتی ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کہتی ہے آ گئی ہے۔ اس نے کہا سوال کریں تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ مجھے تو صرف ان سے یہی گزارش ہے کہ اپنی آواز میں سورۃ فاتحہ سنا دیں۔ تو اس عورت کا جواب تھا کہ کہتی ہے کہ نہیں، مجھے سورۃ فاتحہ نہیں آتی۔ پس یہ سارے لغو قصے ہیں جن کا دل چاہتا ہے ماننے کو ان کو پتہ لگتے ہیں۔

میں نے خود ایک تجربہ کیا۔ ربوہ میں جلسہ سالانہ پر لنگر خانہ نمبر ۲ میں میری ڈیوٹی تھی تو ایک دن شور پڑ گیا۔ لوگ کام چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ پیڑے کرنے والیاں اٹھ گئیں، روٹیاں پکانے والے تنور چھوڑ کر بھاگ پڑے۔ ہمارے لنگر خانوں میں اگر پندرہ منٹ کا بھی ناغہ پڑ جائے تو بعض دفعہ ایک ہزار آدمیوں کے بھوکا رہ جانے کا خدشہ پیدا ہو جاتا تھا۔ میں باہر نکلا اور پوچھا کیا ہوا ہے تو انہوں نے بتایا کہ جی کسی کو جن پڑا ہے۔ وہ لوگ جنوں کے اتنے قائل ہیں اور ان کو اتنی دلچسپی ہے کہ اس وقت جو مرضی کر لیں وہ کام پر نہیں جاتے جب تک وہ جن کی باتیں نہ سن لیں۔ ایک بیرک نما کمرے میں وہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے میں اس کمرے میں گیا سارے لوگ بڑے انہماک کے ساتھ اکٹھے ہوئے ہوئے تھے میں نے کہا مجھے راستہ دو میں نے جن نکالنا ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا ایک عورت لیٹی ہوئی تھی اور کہتی تھی جن چڑھ گیا ہے۔ میں نے اس کو کہا بتاؤ تم کون ہو۔ اس نے کہا میں نوبہار شاہ ہوں اور واقعی اس عورت کی آواز موٹی تھی یعنی نفسیاتی وجہ سے یا خود بناوٹ کر کے موٹی آواز بنا لیتے ہیں۔ تو اس عورت سے مردانہ آواز آئی کہ میں نوبہار شاہ ہوں۔ میں نے کہا تم نوبہار شاہ ہو اور تم جن ہو اور اس عورت پر چڑھے ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں میں نوبہار شاہ ہوں۔ میں نے کہا تم ہو کون؟ تو پتہ لگا کہ یہ ایک مشہور پیر تھا جو دریائے چناب کے پار جو چنیوٹ والی طرف ہے وہاں اس کا مزار ہے اور اس پر ایک درخت لگا ہوا ہے اور یہ عورت اس علاقہ سے آئی ہوئی تھی۔ تو اس نے کہا میں نوبہار شاہ ہوں میں اس مزار کا مالک ہوں اور اس عورت نے اس درخت کے نیچے ایک دفعہ پیشاب کیا تھا اور اس کی سزا دینے کے لئے میں آیا ہوا ہوں اور میں نوبہار شاہ ہوں۔ میں نے کہا نوبہار شاہ صاحب! میں نے سنا ہے کہ آپ دین کے بہت بڑے عالم تھے اور آپ کا بڑا شہرہ تھا تو عورت بولی کہ ہاں ہاں میں وہی ہوں۔

مجھے حضرت مصلح موعودؓ والا واقعہ یاد تھا۔ میں نے کہا مجھے سورۃ فاتحہ سنائیں۔ لیکن اس عورت کو چونکہ سورہ فاتحہ نہیں آتی تھی تو نوبہار شاہ صاحب کو بھی بھول گئی۔ اس نے کہا مجھے یہ نہیں آتی ۔ میں نے کہا تم بکواس کرتے ہو تم بھاگو یہاں سے۔ سب جھوٹ ہے ۔ اس پر وہ عورت ٹھیک ٹھاک اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور لنگر خانے میں روٹیاں پکانے کا کام پھر شروع ہو گیا۔ پس یہ بات میرے تجربے میں آ چکی ہے یہ سب یوں ہی قصے کہانیاں ہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ "الفضل ڈائجسٹ" مرتب کرتے وقت ہمیں یہی احساس رہتا ہے کہ حق پوری طرح ادا نہیں کیا جاسکا۔ ایسے رسائل جو اردو یا انگریزی کے علاوہ کسی اور زبان میں شائع ہوتے ہیں، ان کے بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اردو میں رسالہ کے مضامین کا خلاصہ ضرور بھجوایا کریں۔ قارئین کی آراء اس کالم کو مزید دلچسپ بنانے میں مفید ثابت ہونگی۔ ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔

The Editor Alfazl International
6 HardwicksWay, LondonSW184AJ, UK

رسالہ خالد، مارچ ۱۹۹۵ء یوم مسیح موعودؑ کے حوالہ سے مرتب کیا گیا ہے جس کے پہلے دو مضامین "یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں تھا" اور "فتح نصیب جرنیل" میں غیراحمدیوں کے حوالہ جات درج کرکے بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ کو خود مسیح موعود کا انتظار تھا اور یہ کہ مخالفین احمدیت نے بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپکو ہمیشہ خدمت اسلام میں کمربستہ اور صحیح معنی میں عاشق رسولؐ قرار دیا ہے۔

★★حضرت بھائی عبدالرحمٰنؓ قادیانی حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے اور ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے۔ آپؓ کے ایک مضمون "مسیح موعودؑ کا اعجاز مسیحائی" میں ایک مسلم نوجوان کا واقعہ بیان ہوا ہے جو عیسائی ہوکر اپنے گھر سے چلا گیا تو اسکی بوڑھی دکھی ماں جسمانی علاج کے بہانے سے اسے قادیان لے آئی جہاں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت حکیم نورالدینؓ کی ایک لمبے عرصہ کی توجہ، کوشش اور دعاؤں کی برکت سے اس کے کفر کا زنگ اتر گیا اور یہ روحانی مردہ زندہ ہوگیا۔

★★حضرت حکیم مولانا عبیداللہ بسملؓ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی اور بلند پایہ فارسی دان تھے۔ انکی فارسی دانی میں کمال کی وجہ سے حضرت اقدسؑ نے انہیں "فردوسی ثانی" کا لقب عطا فرمایا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہیں فارسی زبان کا بےنظیر عالم قرار دیا۔ ایران کے ملک الشعراء سنجر نے حضرت بسملؓ کے کلام کو دیکھ کر بےساختہ کہا "خدا کی قسم اس نے مجھ سے بہتر کہا ہے"۔ آپؓ کے متعلق زیر نظر مضمون میں جسے محترم مبشر ایاز صاحب نے مرتب کیا ہے حضرت شیخ محمد احمد مظہر مرحوم نے فارسی شاعری کے حوالہ سے بسملؓ کو منفرد مقام پر فائز دکھایا ہے۔ ان کے کلام کی خصوصیت خودنمائی سے پاک ہونا ہے۔ حضرت بسملؓ عربی میں بھی خوب شاعری فرماتے تھے۔ آپکی تصانیف دس کے قریب ہیں جن میں سے بعض سکول اور یونیورسٹی کے نصاب کا بھی حصہ رہیں۔ آپ کی وفات ستمبر ۱۹۲۸ء میں قریباً سو سال کی عمر میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

★★سائنسی ایجادات کا صحیح استعمال فائدہ مند اور غلط استعمال نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے بارے میں محترم راجہ نصراللہ صاحب نے اپنے مضمون "ویڈیو فلمز" میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ عام مروجہ فلمیں غیراخلاقی اور حیاسوز ہیں لیکن جماعتی طور پر تیار کردہ پروگراموں کی فلموں سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اسی طرح معقول اور تفریحی ڈرامے، ذہنی آزمائش کے پروگرام اور کھیلوں اور جانوروں کے بارے میں فلمیں دیکھنی چاہئیں۔ مہم جوئی کے بارے میں فلمیں بھی عمدہ ہوتی ہیں۔

ماہنامہ "خالد" اپریل ۹۵ء میں مکرم شیخ عبدالقادر صاحب کے بائبل میں تحریف و تبدل سے متعلق ایک تحقیقی مضمون میں دلچسپ معلومات دی گئی ہیں۔ مضمون نگار نے بتایا ہے کہ بائبل کے دو حصے ہیں عہد عتیق اور عہد جدید۔ عہد عتیق عبرانی میں ہے اور تورات، زبور، بنی اسرائیل کے انبیاء کے صحائف اور سلاطین کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ یہ چار ہزار سال کی تاریخ ہے جو آدمؑ سے ملاکی نبی تک ہے۔ عہد نامہ جدید یونانی زبان میں ہے اور اناجیل اربعہ، رسولوں کے اعمال، پولوس کے خطوط اور حواریوں کی تحریرات پر مشتمل ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی زبان آرامی عربی تھی جس میں وحی کا نزول ہوا۔ بعد میں اس مواد کو عبرانی زبان میں ڈھال لیا گیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی انجیل بھی عبرانی یا آرامی میں تھی جو یونانی زبان میں منتقل ہوئی۔ چنانچہ ان کتب مقدسہ کا ہمیں نقش ثانی ہی دستیاب ہے۔ اصل کتب مہیا نہیں ہیں۔

★★حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ روشن علیؓ صاحب نہ صرف قرآن و حدیث اور اسلامی اصولوں میں تبحر رکھتے تھے بلکہ یہودیت، عیسائیت اور دیگر مذاہب پر بھی آپؓ کو کمال دسترس حاصل تھی۔ آپؓ مجلس انصاراللہ کے ابتدائی نو اراکین میں شامل تھے اور مجلس کے پہلے منتخب جنرل سیکرٹری بھی۔ حضرت حافظؓ صاحب کے بارے میں محترم مجیب احمد طاہر صاحب نے اپنے مضمون میں یہ بھی بتایا ہے کہ آپؓ نے ۱۹۱۴ء میں رمضان میں درس قرآن دینا شروع کیا جو ۱۹۲۷ء تک جاری رہا اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بعض اوقات آپؓ کو اپنی جگہ درس قرآن کے لئے مقرر فرمایا۔ ۱۹۱۹ء میں آپکو قاضی القضاۃ کے فرائض تفویض ہوئے اور ۱۹۲۰ء میں مبلغین کی کلاس کا باقاعدہ اجراء ہوا تو کلاس کی نگرانی آپؓ کے سپرد ہوئی۔ حضرت حافظؓ صاحب نے مناظروں میں بھی اپنی علمی قابلیت کا سکہ منوایا اور ۱۹۲۴ء میں آپ نے بلاد عربیہ، شرق اوسط اور یورپ کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ جون ۱۹۲۹ء میں آپکی وفات پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: "(وہ) اس بات کے مستحق تھے کہ ہر ایک احمدی انہیں نہایت عزت و توقیر کی نظر سے دیکھے"۔

★★اسی شمارہ میں شائع ہونے والی محترم احسن اسمٰعیل صدیقی کی نظم سے دو اشعار پیش ہیں۔

گزری ہے شب غم تو سحر دیکھ رہا ہوں
اک جبر مسلسل کا ثمر دیکھ رہا ہوں

ہے شاخ توکل پہ تیری میرا نشیمن
ہواؤں کو بہت زیر و زبر دیکھ رہا ہوں

★★حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب جماعت میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ آپؓ کا تعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صہری خاندان سے ہے۔ آپ بہت نیک اور خدا رسیدہ انسان تھے۔ حضرت میرؓ صاحب نہ صرف حاذق طبیب اور ماہر سرجن تھے بلکہ بلند پایہ انشاء پرداز، فصیح البیان مقرر، مایہ ناز ادیب اور قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ "خالد" کی اس اشاعت میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ کے شعری مجموعہ "بخار دل" پر محترم سلیم شاہجہانپوری صاحب کے ناقدانہ تبصرہ کا حصہ اول شامل ہے۔

"تشحیذالاذہان" اپریل ۱۹۹۵ء میں "سدوم کی تباہی" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ سدوم بحیرہ مردار کے ساحل پر فلسطین میں واقع تھا جہاں حضرت لوط علیہ السلام کو نبی بناکر بھیجا گیا تھا۔ آپؑ کے والد کا نام ھاران تھا۔ حضرت لوطؑ عراق سے ہجرت کرکے اس بستی میں آئے تھے۔ آپؑ کے اعلان نبوت کے ساتھ ہی آپ پر مظالم کا ایک سلسلہ شروع ہوا، حتیٰ کے آپؑ کو مہمان بھی گھر بلانے کی اجازت نہ تھی۔ بیوی بھی مخالفت پر کمربستہ تھی۔ سدوم کے رہنے والے بعض ایسی فحشاء میں مبتلا تھے جو اس سے پہلے کسی قوم میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ چنانچہ خدائی وعدہ کے مطابق ایک صبح شدید زلزلہ نے اس بستی کی زمین تہہ و بالا کردی جبکہ حضرت لوطؑ اپنے ماننے والوں کے ساتھ ایک رات پہلے بستی چھوڑ کر جاچکے تھے۔ حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ ہم عصر تھے۔

★★دنیا میں جہاں صحتمند و توانا افراد ہیں وہاں بعض ایسے بھی ہیں جو مختلف عوارض کی وجہ سے بعض مجبوریوں میں مبتلا ہیں۔ لیکن اگر انسان بلندہمت ہو تو وہ جسمانی معذوریوں کے باوجود زندگی میں بلند مقام حاصل کرلیتا ہے۔ اپنی معذوری کو شکست دینے والے دو نابینا افراد کے انٹرویو بھی تشحیذ کے اس شمارہ میں شائع ہوئے ہیں۔ ان میں پہلے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تاریخ کے ایسوسی ایٹ پروفیسر مکرم خلیل احمد صاحب ہیں۔ جو ۱۹۸۵ء میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی زیر ہدایت قائم ہونے والی نابیناؤں کی مجلس کے صدر بھی ہیں۔ دوسرے محترم حافظ محمد ابراہیم صاحب ہیں جو حافظ قرآن، مولوی فاضل اور جامعہ احمدیہ کے شاہد ہیں۔ مجلس نابینا کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ بطور مبلغ انڈونیشیا میں بھی رہے ہیں اور اس وقت خلافت لائبریری ربوہ میں بلائنڈ سیکشن کے انچارج ہیں۔

جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے متعدد باہمت اور اولوالعزم افراد موجود ہیں جو اپنی معذوری کے باوجود بھی ایک بھرپور اور کامیاب زندگی بسر کررہے ہیں۔ ایسے احباب کے مستند واقعات مضمون کی صورت میں لکھ کر اگر ہمیں بھجوانے جائیں تو یہ مضامین شکریہ کے ساتھ "الفضل انٹرنیشنل" میں شائع کئے جائیں گے۔

مختصرات

اس کی کیا وجہ ہے؟ (جواباً حضور انور نے عالم برزخ کے بارہ میں تفصیلی وضاحت فرمائی)۔

☆ ایک خاوند اپنی بیوی کو شادی کے موقعہ پر جو زیور دیتا ہے اگر چند دن بعد وہ یہ کہے کہ یہ اس کے حق مہر میں شامل ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟

☆ بعض ایسے زیر تبلیغ لوگ ہوتے ہیں جو سلسلہ کا لٹریچر پڑھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں اور خوابوں کے ذریعہ بھی ان پر احمدیت کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی بیعت نہیں کرتے۔ حضور انور کی ایسے لوگوں کے بارہ میں کیا ہدایت ہے؟

☆ سعودی عرب میں تدفین کے بعد قبروں کا نشان مٹا دیا جاتا ہے۔ اور نشاندہی کی کوئی شکل باقی نہیں رکھی جاتی۔ کیا یہ درست ہے؟

☆ سعودی عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا کیا خیال ہے؟

☆ خوابوں کی عام طور پر تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ رحمانی، نفسانی اور شیطانی۔ ان میں امتیاز کیسے کیا جائے؟

☆ ایک غیر از جماعت کی طرف سے سوال کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مختلف دعوے کئے ہیں۔ مثلاً مجدد، محدث، مامور، نبی، مسیح موعود اور امام مہدی وغیرہ۔ ایک ہی وقت میں یہ سارے دعوے کیسے درست ہو سکتے ہیں؟

☆ بعض لوگ تبلیغ کے نتیجہ میں ایک دم سے بیعت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ بیعت کی شرائط میں درج ہے کہ وہ تمام شرائط بیعت مثلاً نماز وغیرہ پوری کریں گے۔ اگر ایک عیسائی بیعت کرنا چاہتا ہے، وہ نماز پڑھنا نہیں جانتا ہوگا۔ ایسی صورتوں میں کیا اصولی ہدایت ہے؟

(ع - م - ر)

NEW AND SECOND-HAND
SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE
CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

دنیائے مذاہب

ہم جنس پسندی (سدومت) کے مسئلہ پر اینگلیکن چرچ میں سنگین اختلافات

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل آسٹریلیا)

ہم جنس پسندی یا سدو مت (Homosexuality) مغربی عیسائی معاشرہ کا بہت بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ سڈنی میں Mardi Gras کے نام سے ہر سال ہم جنس پسند مردوں اور عورتوں کا بین الاقوامی میلہ لگتا ہے جو عام طور پر Gays and Lisbians کہلاتے ہیں۔ یہ میلہ گویا سڈنی کی شناخت بن گیا ہے۔ ملازمت میں اس بناء پر تفریق کرنا قانوناً جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ اس قبیح فعل کو انسان کے بنیادی حقوق میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کی لابی اتنی طاقتور ہے کہ کسی سیاستدان کو ان کے خلاف بولنے کی طاقت نہیں بلکہ الٹا ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ حال ہی میں نیو ساؤتھ ویلز کی حکومت نے لاکھوں ڈالر خرچ کر کے ایسا لٹریچر تیار کیا ہے جس کو سکولوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس کا مقصد بچوں کے ذہنوں میں یہ بٹھانا ہے کہ جنسی ترجیحات کا انتخاب ہر شخص، مرد و عورت کا بنیادی حق ہے اس لئے اس بناء پر کسی کو مطعون کرنا یا برا سمجھنا مناسب نہیں۔

یہ مسئلہ اتنا گھمبیر ہو گیا ہے کہ اب اس پر عیسائی مذہبی ادارے بھی پسپائی کا انداز اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس وجہ سے اچھی خاصی پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔

۲۲ مئی ۱۹۹۵ء کے سڈنی مارننگ ہیرلڈ میں اس سلسلہ میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے مطابق سڈنی کے اینگلیکن چرچ کے سربراہ آرچ بشپ (Most Rev: Harry Goodhew) نے کہا ہے کہ "آئندہ اگر کوئی ہم جنس پسندی کا مرتکب ہوا تو اس کے خلاف انتقامی کاروائی کی جائے گی خواہ وہ عام شخص (مرد و عورت) ہو یا کوئی پادری۔ اگرچہ ایسے لوگوں کے لئے معافی کا دروازہ تو کھلا رہے گا لیکن کسی ایسے پادری کی حمایت نہیں کی جاسکتی جو کھلم کھلا اس عیسائی عقیدہ پر کلہاڑی چلانے کا مرتکب ہو رہا ہو"

آرچ بشپ صاحب موصوف کا یہ موقف آرچ بشپ آف کنٹربری (Dr. George Carey) کے موقف کے خلاف ہے جو چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے اس رپورٹ سے ایک ہفتہ قبل سدومت اور زناء (شادی کے بندھن کے باہر جنسی تعلقات) کی مخالفت سے اپنا قدم پیچھے ہٹا لیا تھا۔ ڈاکٹر جارج کیری ۱۶۴ ممالک میں موجود ایسے ۳۵ چرچوں کے سربراہ ہیں جو اپنا نظام خود ہی چلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ "اگرچہ (Homosexuality) (سدو مت) عیسائی اخلاقی روایات سے مطابقت نہیں رکھتی لیکن بہت سے ہم جنس پسند ایسے ہیں جو حقیقی عیسائی کردار کے نشانات کا مظاہرہ کرتے ہیں"۔ گویا ایک (Homosexual) بھی حقیقی عیسائی کردار کا حامل ہو سکتا ہے۔ آرچ بشپ آف کنٹربری کا یہ اعلان ہم جنس پسندوں کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہے جو عیسائی اخلاقی روایات میں بنیادی تبدیلیاں چاہتے ہیں اور جنہوں نے اپنی زور دار مہم سے چرچ آف انگلینڈ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے دھمکی دی کہ ہم ایسے دس برطانوی بشپوں کو ننگا کریں گے جو Homosexual ہیں۔ ان کی اس بات سے ڈر کر لندن کے بشپ Dr. David Hope نے مجبوراً تسلیم کر لیا کہ ان کی جنس پسندی "مشکوک" ہے۔

یہاں سڈنی میں کئی ایسے چرچوں کے سربراہ ہیں جو کھلم کھلا اپنی ہم جنس پسندی (Homosexuality) کا اقرار کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک Rev. Cliff-Conors ہیں جو میٹروپولیٹن کمیونٹی چرچ آف Good Shepherd کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے آرچ بشپ Goodhew کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ: "آرچ بشپ کے رویہ نے درجنوں ہم جنس پسند اینگلیکن پوپوں (Angilican - Popes) کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی جنسی ترجیحات کو چھپائیں۔ میں نے ان میں سے بہتوں کو صلاح مشورے اور تسلی تشفی دی ہے۔ ہم بڑے زور سے اس یقین پر قائم ہیں کہ آج کے دور میں خلوت خانوں میں رہنا پیچھے کی طرف لوٹنا (یا ترقی معکوس) ہے"

(بحوالہ سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۲۲ مارچ ۹۵ء)

جب کوئی مذہب اپنی بنیادوں سے ہٹ جائے تو اس کا کیا رہ جاتا ہے۔ جس عمارت کی بنیادیں ہل چکی ہوں وہ کتنا عرصہ قائم رہ سکتی ہے۔ سدوم کی بستی کے ہم جنس پسندوں کے انجام کا ذکر قرآن و بائبل دونوں میں ہے۔ قرآن کہتا ہے:

"اور (ہم نے) لوطؑ کو بھی (اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا) جب اس نے (جا کر) اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے ساری قوموں میں سے کسی نے نہیں کی تھی۔ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت کے ارادے سے آتے ہو۔ بلکہ (اصل بات یہ ہے) کہ تم حد سے بڑھنے والی قوم ہو۔ اس پر اس قوم نے صرف یہی کہا (کہ اے لوگو!) لوطؑ اور اس ایسے وہ لوگ ہیں وہ لوگ ہیں جو اپنی پاکیزگی پر اتراتے ہیں۔ پس ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو سوائے اس کی بیوی کے نجات دی۔ وہ (یعنی بیوی) پیچھے رہنے والوں میں سے ہو گئی۔ اور ہم نے ان پر ایک (پتھروں کی) بارش برسائی۔ پس دیکھ لو، مجرموں کا انجام کیسے ہوا"۔

سورہ الاعراف: ۸۱ تا ۸۵)

امام زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا:

"..... اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے ....."۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ ـ ۲۶۹)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
26th May 1995 - 8th June 1995

FRIDAY 26TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Zahoor Qudrate Sani
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No.21 part 2
1.00	News
1.20	Friday Sermon Repeat "Waqfe - Nau"
2.35	Nazam
2.40	Mulaqat Q/A with Huzur 21/5/95 (Lajna Imaillah) part 1
3.45	Nazam
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 27TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: Profile- The Farmer
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 22 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe:" Yaume khilafat
3.00	"Mulaqat" Q/A 21/5/1995 (Lajna Imaailah) part 2
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 28TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks: "Food for thought" part 1
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 22 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe: " A visit to Canada "
2.00	"Mulaqat" - Question & answer with Lajna Imallah Part 3 -21/5/95
3.00	Letter from London; by Ameer sb. UK.
3.30	MTA Variety-German Programme
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 29TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile:
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 23 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "A visit to Italy"
2.00	"Mulaqat" - Huzoor with Mauritians - 14/5/95
3.00	MTA Variety: "Q/A about Ahmadiyyat in Bosnian
3.30	Dilbar mera yehi hai by Ch. Hadi Ali sb.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 30TH MAY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters:"Health care of Mother and Child" part 3
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 23 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe : Friday Sermon 1952 by Hadhrat Khalifatul Massih II
3.00	MTA variety: "ALMAIDAH" Cooking Lesson
3.30	MTA variety : Correct pronunciation of Durres-Sameen part 7
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 31ST MAY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada spesaks:"Meet our friends"part 1
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 24 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe:"Visit Qadian" part 1
2.00	"Mulaqat": Opening address of Khalifatul Massih IVJalsa salana UK 1992
3.45	Nazam Jalsa salana UK 1992
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 1ST JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Medical Matters: "First aid"
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 24 Part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:"Visit Qadian" part 2
2.00	"Mulaqat": Address of Hadhrat Khalifatul Massih IV to Lajna Jalsa salana UK. 1992
3.45	Nazam (Qadian)
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

FRIDAY 2ND JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japa Update
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No.25 part 1
1.00	News
1.30	Eid Sermon (Repeat) 10/5/1995
2.40	Nazam
2.45	Guldasta - Repeat -13/4/95
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 3RD JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile:Profile- "The supermarket buyer"
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 25 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:"Medina tul Zohra"
3.00	Nazam
3.05	MTA variety German programme "Introduction to Ahmadiyyat" part 8
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 4TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks: "Food for thought" 2nd part
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 26 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: " A visit to Spain " 1st part 19/4/1995
2.00	"Mulaqat" From the archive Friday Sermon Khalifatul Masih IV 13/4/84(Rabwah)
3.00	Nazam
3.05	Letter from London by Ameer sahib UK
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 5TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile: Profile "A smile on all faces"
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 26 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:"Visit to Spain" 2nd part
2.00	"Mulaqat" Repeat
3.00	Nazam
3.05	MTA variety : German programme Q/A about Ahmadiyyat(Bosnians)
3.30	"Dilbar mera yehi hai" Ch. Hadi Ali sb.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 6TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters:"Health care of Mother and Child" part 3
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 27 part 1
1.00	News
1.20	From the archive Jalsa Salana speech by Hadhrat Khalifatul Massih IV 1983 2nd day Rabwah
3.00	Nazam
3.05	Cooking Lesson AL-MAIDAH
3.30	MTA variety : Correct pronunciation of Durres-Sameen part 8
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 7TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada spesaks: "Meet our friends" part 2
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 27 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain " 3rd part
2.00	Tarjamat tul Quran
3.00	Nazam
3.05	MTA Variety: Seerat un Nabi (saw) "Ghazwa Badar mein Khulqi Azam" by Mir Mahmood Ahmad Nasir
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 8TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Medical Matters: with Dr.Mujeeb ul Haq
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 28 Part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain" 4th part
2.00	Tarjamat tul Quran
3.00	Nazam
3.05	"Children's Corner" Eid Milan programme from Rabwah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice
We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme "LearningLanguages with Huzoor"

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, May 26, 1995 No. 21

شذرات

(م-ا-ح)

اسلامی حکومت قائم کرنا بڑی اچھی بات ہے۔ جو کچھ نہیں کر سکتے ان کے لئے محض اس کی خواہش کرنا بھی شاید باعث ثواب ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں اسلام کے نزول کا مقصد ہی یہی تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض کے لئے مبعوث ہوئے تھے (لیظہرہ علی الدین کلہ) اور آقائے دو جہاں تاجدار مدینہ نے گلیم پوشی کے ساتھ ساتھ اسلام کی مثالی حکومت قائم کر کے دکھا بھی دیا تا آئندہ آنے والے حضور ؐ کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھ کر اس منشائے خداوندی کو پورا کرتے رہیں۔ اس طریق کو منہاج نبوت کہتے ہیں یعنی وہ راہ جو اس نبی ؐ شہنشاہ نے دکھائی۔ مگر وائے افسوس کہ قتل و غارت، لوٹ مار اور بدامنی کے ذریعہ سے اسلام کو بروئے کار لانے والے جو نمونہ پیش کر رہے ہیں وہ تو ابلیس نے بھی شیطانی حکومت کے قیام کے لئے کبھی نہیں کیا۔ اسلامی حکومت میں یہ تو نہیں ہوتا کہ مسجدوں پر بم پھینکے جائیں اور نمازیوں پر گولیاں برسائی جائیں۔ وہاں تو قرآنی ہدایت کے مطابق غیر مسلموں کے معابد کی تقدیس بھی مسلم ہوتی ہے۔ بغیر کسی تقصیر کے مسلمان کا مسلمان کے ہاتھ سے قتل تو اسلام میں ایک سنگین جرم ہے۔ (و من یقتل مومنا متعمداً۔ النساء) مگر آج کل جہاں جہاں نفاذ اسلام کی ابتداء ہو رہی ہے۔ وہاں مسلمان ہی اپنے جیسے مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں، ان کے بھیجے اڑا رہے ہیں۔ نقاب پوش مجاہدین کے ہاتھوں لاشوں کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اسلام کا اتنا سا نفاذ کر کے یہ خدائی فوجدار آئندہ قسط کی تیاری کے لئے روپوش ہو جاتے ہیں۔

ان سے پہلے اسلامی حکومت قائم کرنے والوں کے انداز مختلف تھے۔ تیمور، نادر شاہ، محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کو مجاہدین اسلام بنانے والوں کو تیمور اور نادر شاہ کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام کا شاید علم ہی نہیں اور محمود اور درانی کے سپاہیوں کی یلغار میں دہلی اور لاہور کی ہزارہا غیر مسلم اور مسلمان خواتین کی عصمت دری اور اس کے بعد انہیں ریوڑ کی شکل میں کابل لے جانا یاد ہی نہیں آتا۔ ان سفاک درندوں کو آج بھی اسلام کے ہیروؤں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور ان میں سے کچھ کو ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے بانیوں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ آمدم بر سر مطلب۔

اللہ بھلا کرے جناب اکرام اللہ صاحب ڈائریکٹر جنرل پی آئی ڈی لاہور (ہم ان مقطعات کی اصل سے بے خبر ہیں) کا جنہوں نے اپنے ایک دردمندانہ مقالے میں یہ سوال اٹھائے ہیں کہ یہ کون سی اسلامی حکومت کی بات ہو رہی ہے۔ یہ کیسے قائم ہوگی اور اسے کون قائم کرے گا۔ اپنے ان سوالوں کو موصوف نے استغاثہ کا نام دیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"وہ کون سی اسلامی حکومت کا قیام ہے جس کے لئے افغانستان میں مختلف مجاہد گروہوں کے قائدین آپس میں برسرپیکار ہیں۔ اسی طرح احیائے اسلام کا وہ کون سا تصور ہے جس کے لئے گزشتہ اڑتالیس برس سے پاکستان کی اکثر دینی جماعتیں سیاست کا لبادہ اوڑھ کر اور پاکستان کے بعض علمائے کرام نفاذ اسلام اور نفاذ نظام مصطفیٰ کے نعروں کی گونج میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۲ مارچ ۱۹۹۵ء صـ ۴)

اس کے بعد افغانستان میں مسلمان گروہوں کے درمیان ناقابل رشک کشت و خون اور لاکھوں کی تعداد میں عام شہریوں اور لشکریوں کی تباہی کا ذکر کیا ہے اور پاکستان میں اسی صورت حال کی تکرار پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کئی لسانی، صوبائی، گروہی اور فرقہ وارانہ تحریکیں اور تنظیمیں مختلف لبادے اوڑھ کر پاکستان میں انتشار کو ہوا دینے میں مصروف کار ہیں اور حکومت ان تحریکوں اور تنظیموں کے منفی اور زہریلے اثرات سے نپٹنے کے لئے محض منصوبہ بندی میں مصروف ہے تاوقتیکہ کہ پانی سر سے نہ گزر جائے"۔ (ایضاً)

اسی سلسلہ میں مضمون نگار نے کچھ ہی سال قبل مشرقی پاکستان میں گزرنے والے المیہ کا ذکر نہیں کیا۔ وہاں مقصد اگرچہ کسی نئی اسلامی حکومت کا قیام نہیں تھا مگر ایک اسلامی کہلانے والے ملک کے مسلمان شہریوں کے دو گروہوں کے درمیان جس بربریت اور خون آشامی کا مظاہرہ ہوا تھا وہ آج کل کے مسلمانوں کے مذموم کردار کا آئینہ ہے۔ کیا مغربی پاکستان کے اس فوجی کمانڈار کا یہ قول بھلایا جا سکتا ہے کہ (بنگالی مردوں کے فرار کے بعد) "اب ہمارے سرحدی جوان بنگالی عورتوں سے نیلی آنکھوں والے بچے پیدا کریں گے"۔ پاکستانی فوج نے جماعت اسلامی کی بہاریوں پر مشتمل عسکری تنظیموں الشمس اور البدر کو ساتھ ملا کر بنگالی مردوں، عورتوں اور بچوں پر جو ظلم کئے تھے ان کی روداد پڑھ کر آج بھی کلیجہ دہل جاتا ہے اور آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ فوج کی شکست کے بعد جب بنگالی مسلمانوں اور مکتی باہنی کی باری آئی تو انہوں نے پنجابی اور بہاری مسلمانوں کو غیر ملکی قرار دے کر جو ستم ڈھائے وہ تاریخ کے صفحات پر ایک کالا دھبہ ہیں۔ اس اسلامی کردار کا نمونہ دیکھنے کے لئے یہ چند سطریں پڑھ لیں۔ انتھونی ماسکار نہاس کے مطابق:

"ہلاک ہونے والے غیر بنگالیوں کی تعداد ایک لاکھ ہو سکتی ہے۔ آبروریزی، اذیت کوشی، اعضاء بریدگی اور مردوں اور عورتوں کو سرعام کوڑے مارنا روزمرہ کے واقعات تھے۔ کئی مقامات پر تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کو ہلاک کرنے سے پہلے ان کی چھاتیاں کاٹ دی گئیں۔ چٹاگانگ میں ملٹری اکیڈمی کے کرنل کمانڈنٹ کو ہلاک کر دیا گیا اور اس کی آٹھ ماہ کی حاملہ بیوی کی آبروریزی کے بعد پیٹ میں چھرا گھونپ دیا گیا۔ متعدد غیر بنگالی نوجوان لڑکیوں کی لاشیں اس حالت میں برآمد ہوئیں کہ ان کی شرمگاہوں میں بنگالی جھنڈے نصب تھے۔ بعض جگہ ماؤں کو اپنے ہی مقتول بیٹوں کا خون پینے پر مجبور کیا گیا"۔

(پاکستان کیسے ٹوٹا، از ڈاکٹر صفدر محمود سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۷ء، صـ ۱۵۶، ۱۵۷)۔

(جو صاحب اس لرزہ خیز احوال کی مزید تفصیل جاننا چاہیں وہ محولہ بالا کتاب کے علاوہ ڈاکٹر حسن زمان کی انگریزی تصنیف "ایسٹ پاکستان کرائسس اینڈ انڈیا" کا پہلا باب پڑھیں۔ اس زمانے کے پاکستانی اخبارات نے لکھا تھا کہ ہزاروں بہاری اور پنجابی عورتیں بنگالی مسلمانوں نے اغوا کر کے کلکتے کے بازاروں میں بیچیں)

اسلامی مملکت کے نام پر خانہ جنگی میں مسلمانوں کے کردار پر مایوس اور برہم ہو کر ہمارے مضمون نگار نے اگر یہ تنبیہہ کی ہے تو یہ نہایت بروقت اور قابل توجہ ہے:

"وقت کا تقاضا ہے کہ افغانستان میں رونما ہونے والے تازہ ترین حالات سے سبق لیتے ہوئے پاکستان کے متعلقہ حلقے اور ادارے اپنے ملک کے افق پر ابھرتے ہوئے خطرات کا سنجیدگی سے نوٹس لیں"۔

جناب اکرام اللہ نے ملک و قوم کی غمگساری اور اپنی دردمندی کے مارے یہ استغاثہ تو کر دیا مگر کیا کس کی کچہری میں؟ ان کے اپنے قول کے مطابق "ملک کے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کی عدالت میں"۔ یعنی وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے۔ ہمیں ڈر ہے تو صرف یہ کہ مستغیث کی صاف گوئی سے مشتعل ہو کر عدالت ہی ان کو توہین مذہب کی دفعہ کے نیچے نہ دھر لے اور انہیں لینے کے دینے پڑ جائیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسلامی حکومت کا حامی کوئی جنونی بانکا آلہ نفاذ اسلام (چاپڑ یا کلاشنکوف) لے کر قیام شریعت کی ابتداء انہی کی ذات سے کر دے۔ وہ اپنے زعم میں غازی اور یہ اپنے ضمیر کے شہید بن جائیں۔ خدا ان کی حفاظت کرے۔

—○○—

پس نوشت۔ اسلامی حکومت قائم کرنے کے طریقہ کار اور داعیوں کے عملی کردار پر مندرجہ بالا تحریر کے بعد یہ مناسب سمجھا گیا کہ اسلامی حکومت اور نفاذ شریعت کے ایک حالیہ تجربہ کا کچھ ذکر کر دیا جائے۔ ابھی چند ماہ قبل پاکستان کے سرحدی علاقے مالاکنڈ دیر اور سوات کے کچھ حصوں میں مولانا محمد صوفی نے مرکزی حکومت سے بغاوت کر کے اپنی اسلامی حکومت قائم کی تھی۔ اس کے کچھ اسلامی آئینی احکامات ملاحظہ فرمایئے۔ یاد رہے کہ بہت قتل و غارت کے بعد مذاکرات کے نتیجہ میں مرکزی حکومت اور صوفی محمد کے درمیان کچھ راضی نامہ سا ہو چکا ہے اور اس وقت گومگو کی کیفیت ہے۔ بہر حال فرامین کچھ اس قسم کے تھے:۔

☆ سڑک کے بائیں طرف چلنا غیر اسلامی ہے۔
☆ ٹائی پہننا حرام ہے کیونکہ غیر مسلم کلچر کی نشانی ہے۔
☆ غیر ملکی نشریات کا دیکھنا سننا منع ہے۔ ڈش انٹینا جہاں نظر آئے اسے توڑ پھوڑ دو۔ (اس ہدایت کا اثر پشاور تک ہوا تھا)۔
☆ کھانے پینے کی اشیاء کے ڈبے یا لفافے، اگر ان پر تصویریں ہوں تو ان کو ہاتھ میں لئے پھرنا جرم ہے۔
☆ جو کھڑا ہو کر پیشاب کرتا پکڑا جائے اسے دروں سے مارا جائے گا۔
☆ چیچک، خسرہ وغیرہ کے ٹیکے حرام ہیں۔ جب ۱۹۲۸ء میں ان کی ویکسین بنائی گئی تھی تو اس تجربہ میں ساقط جنین استعمال ہوئے تھے۔ ہسپتال اور دوا فروش اپنا سٹاک تلف کر دیں۔

ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس تجرباتی اسلامی حکومت کے جملہ احکامات کا حتی الیوم مجموعہ دستیاب ہو جائے۔ مل گیا تو کچھ اور جواہر پارے قارئین کی نذر کریں گے۔

—○○—

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad